بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (القرآن)

"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"

جواہر الرشید

یعنی

ہزاروں زرّیں ملفوظات میں سے منتخب

صد پند لقمان

علماء ومفتیان کرام، اساتذہ ومشایخ عظام، طلبہ وصلحاء واہلِ تبلیغ کی خدمت میں

گلِ صد برگ

ملفوظات

١

فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

ناشر

الرشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا

"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"

جواہر الرشید

ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب

صد پند لقمان

علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشائخ عظام، طلبہ و صلحاء اہل تبلیغ کی خدمت میں

گل صد برگ

ملفوظات

۱

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

نام کتاب ⟵ جواہر الرشید
وعظ ⟵ فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم
تاریخ طبع ⟵ رمضان ۱۴۲۲ھ
تعداد ⟵
مطبع ⟵ قریشی آرٹ پریس۔ فون:- ۶۶۸۶۰۸۴
ناشر ⟵ الرشید

* * *

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد
ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر... ۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر..... ۶۲۳۶۶۶ - ۰۲۱

[illegible]

فہرست جواہر الرشید

(جلد اوّل)

عنوان	صفحہ
(۱) پانچ منٹ پانچ کروڑ سے زیادہ قیمتی	۹
(۲) ہدیہ قبول کرنے کی شرط	۹
(۳) دعوت قبول کرنے کا بہت قیمتی اصول	۹
(۴) چندہ مانگنے کی حرام تدبیر	۱۰
(۵) ملاقات کرنے والوں کی تین قسمیں	۱۱
(۶) حکام واہلِ ثروت کے ساتھ معاملہ	۱۲
(۷) علماء کے لئے ضروری دستور العمل	۱۳
(۸) تصنیف، تقریظ اور مدرسہ کی تصدیق کی شرائط	۱۷
(۹) دینی کام کے لئے بھی قرض لینے سے اجتناب	۲۱
(۱۰) تصنیف تجارتِ آخرت ہے نہ کہ تجارتِ دنیا	۲۲
(۱۱) ہوس کا علاج اور قدرِ نعمت	۲۲
(۱۲) مال سے بے رغبتی کا اثر	۲۳
(۱۳) صاحبزادوں کی آمدنی سے لاعلمی	۲۴
(۱۴) بلاضرورت روپے گننا حُبِّ مال کی دلیل	۲۵
(۱۵) مال کا صحیح مصرف	۲۶
(۱۶) خدماتِ دینیہ پر تنخواہ چھوڑنے کی کوشش اور اس کے ثمرات	۲۶

عنوان	صفحہ
(۱۷) اشاعتِ دین پر خرچ کرنے میں بے مثال فیاضی	۲۸
(۱۸) وسعتِ رزق کے اسباب	۳۰
(۱۹) کسی خاص قسم کے کھانے کی فرمائش سے اجتناب	۳۱
(۲۰) کھانے پینے میں کسی سے خدمت نہ لینا	۳۱
(۲۱) تکالیف پہنچانے والوں پر احسانات	۳۱
(۲۲) جان سے مار دینے کی دھمکی کا جواب	۳۲
(۲۳) مصیبت زدہ کو دیکھ کر معمولات	۳۳
(۲۴) معاشی مشقت میں مبتلا کو دیکھ کر معمولات	۳۴
(۲۵) احترامِ علم کے تقاضے	۳۵
(۲۶) سفر میں نزاع کے اسباب اور اُن کا علاج	۳۶
(۲۷) مسلمان سے خرید و فروخت میں نقصان کے باوجود اسے غیر مُسلم پر ترجیح دینا	۳۷
(۲۸) جمائی روکنے کے نسخے	۳۷
(۲۹) بغرضِ اصلاح جن لوگوں کو سزا دی ان سے معافی مانگنا	۳۹
(۳۰) اہل اللہ کی نقل کا اثر	۳۹
(۳۱) دعوت کا کھانا ہضم نہ ہونا	۴۰
(۳۲) خستہ حال مخلوق سے عبرت حاصل کرنا	۴۰
(۳۳) نیک بندوں کو حرام دواؤں سے نفع کی بجائے نقصان ہوتا ہے	۴۱
(۳۴) جسمانی علاج کا نسخۂ اکسیر	۴۳
(۳۵) مصلحت کی خاطر شریعت کی خلافت ورزی اسلام کی تحریف ہے	۵۲

عنوان	صفحہ
(۳۶) کسی مسئلہ میں علماء کے اختلاف کی اشاعت جائز نہیں	۵۳
(۳۷) عالمِ اسلام کی فلاح و بہبود کی دُعاء ہر مسلمان پر فرض ہے	۵۵
(۳۸) غیر اللہ سے حاجت کا پورا ہو جانا علامتِ عذاب اور نہ ہونا علامتِ رحمت ہے	۵۷
(۳۹) صدرِ امریکہ حاضری کی درخواست کرے تو	۶۴
(۴۰) دینی کاموں میں بھی غیر اللہ سے استغناء	۶۴
(۴۱) آلاتِ علم کا احترام اور قدرِ نعمت	۶۶
(۴۲) متعلقاتِ کتاب کا ادب	۶۶
(۴۳) دین پر استقامت کی برکت سے اہلِ سیاست کی الزام تراشی سے حفاظت	۶۷
(۴۴) جہاد نسخۂ شباب	۶۸
(۴۵) سیرِ دہلی کا عبرت آموز حشر	۷۲
(۴۶) نرم بستروں پر اللہ کی یاد موجبِ ترقیِ درجات	۷۳
(۴۷) جوشِ عشق ہوشِ شریعت کے تابع رہے	۷۴
(۴۸) طلبہ سے محبت	۷۴
(۴۹) نظمِ اوقات کے فوائد	۷۵
(۵۰) دینی مجلس کے بعد بھی دُعاءِ کفارہ کا معمول	۷۶
(۵۱) شوقِ وطنِ آخرت	۷۷
(۵۲) مزارات کی زیارت کے وقت ایک مروّج دستور کی اصلاح	۷۷

عنوان	صفحہ
(۵۳) مخالفین کے اعتراض سے عجب کا علاج	۷۸
(۵۴) بیوی اور اولاد کی اصلاح کا مؤثر نسخہ	۷۸
(۵۵) حفاظتِ دین و دنیا کا زرّین اصول	۸۰
(۵۶) مصلح بھی اپنی اصلاح کی فکر سے غافل نہ رہے	۸۲
(۵۷) دُعاء میں بُخل	۸۴
(۵۸) تصوّف کی حقیقت اور رُوح	۸۵
(۵۹) دینی کاموں میں بھی جسمانی صحت کا خیال نہ رکھنا جرم ہے	۸۶
(۶۰) بُرے ماحول میں بھی دیندار بننے کا بہت ہی آسان نسخہ	۸۷
(۶۱) نفس کو کتنے دن مہلت دی جاسکتی ہے؟	۸۸
(۶۲) انگریزوں کا اسلامی الفاظ بگاڑنا	۸۹
(۶۳) بظاہر اصلاحِ منکر ناممکن ہو تو بھی کوشش میں لگے رہنا چاہئے	۹۲
(۶۴) عالمِ دین کو لوگوں میں کیسے رہنا چاہئے؟	۹۴
(۶۵) مریدوں کو کاٹنے پر انعام	۹۵
(۶۶) زیادہ دینی باتیں کرنے کی دو بڑی خرابیاں	۹۵
(۶۷) حضرتِ والا کو سخت سمجھنے کی وجہ اور اس کی حقیقت	۹۶
(۶۸) دینی کاموں کے لئے رعایت کی درخواست بھی چندہ مانگنے میں داخل ہے	۹۹
(۶۹) تعلق مع اللہ تمام پریشانیوں کا علاج ہے	۹۹
(۷۰) مخالفین کے اعتراضات کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟	۱۰۰
(۷۱) دغاباز کی علامت	۱۰۲

عنوان	صفحہ
(۷۲) محبت سے پیش آنے والے پر جلدی اعتماد کرلینا حماقت ہے	۱۰۲
(۷۳) بعض حالات میں غیر اہم کو اہم پر مقدم کرنا	۱۰۲
(۷۴) کام نمٹانے کا طریقہ	۱۰۳
(۷۵) مختلف کام انجام دینے کا دستور العمل	۱۰۳
(۷۶) غیر اللہ سے استغناء صرف مال ہی کے ساتھ خاص نہیں	۱۰۴
(۷۷) علماء و مشائخ کو پاؤں دبوانے سے سخت پرہیز لازم ہے	۱۰۵
(۷۸) تعزیتی جلسے نوحہ کی ایک جدید قسم	۱۰۵
(۷۹) طالبین کو غیر طالبین پر ترجیح دینا	۱۰۵
(۸۰) اپنی کسی چیز کا اشتہار دلانے سے اجتناب	۱۰۶
(۸۱) حقیقی اور فریبی پیروں میں فرق	۱۰۷
(۸۲) شیخِ کامل سے اصلاحی تعلق قائم کرنے میں ایک وسوسہ کا علاج	۱۰۸
(۸۳) لغویات دردِ سر	۱۱۱
(۸۴) شیخ کی طرف سے تنبیہ کی مصلحتیں	۱۱۱
(۸۵) علمی استعداد سات چیزوں پر موقوف ہے	۱۱۲
مختلف امراض کے تھرمامیٹر؛	۱۱۳
(۸۶) (۱) ذکر و فکر میں اخلاص معلوم کرنے کا تھرمامیٹر	۱۱۳
(۸۷) (۲) دعوت و تبلیغ میں اخلاص کا تھرمامیٹر	۱۱۴
(۸۸) (۳) اسلامی سیاست کا تھرمامیٹر	۱۱۵
(۸۹) (۴) فکرِ آخرت کا تھرمامیٹر	۱۱۵

عنوان	صفحہ
(۹۰) (۵) دینداری کا تھرمامیٹر	۱۱۵
(۹۱) (۶) اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تھرمامیٹر	۱۱۶
(۹۲) (۷) حقیقتِ اسباب کے رسوخ کا تھرمامیٹر	۱۱۷
(۹۳) (۸) اللہ تعالیٰ پر اعتمادِ کامل کا تھرمامیٹر	۱۱۷
(۹۴) (۹) سکونِ قلب کا تھرمامیٹر	۱۱۸
(۹۵) (۱۰) اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوائے محبت کا تھرمامیٹر	۱۱۸
(۹۶) (۱۱) مصیبت کے رحمت یا زحمت ہونے کا تھرمامیٹر	۱۱۹
(۹۷) (۱۲) ھدیہ میں اخلاص کا تھرمامیٹر	۱۲۰
(۹۸) (۱۳) قرآن کریم سنانے پر لینے دینے والوں کی نیت کا تھرمامیٹر	۱۲۰
(۹۹) (۱۴) دُعاءِ "مبارک باد" میں نیتِ برکت کا تھرمامیٹر	۱۲۱
(۱۰۰) (۱۵) حصولِ رضاءِ الٰہی کا تھرمامیٹر	۱۲۲

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جیسا کہ تمام اہلِ سلسلہ بالخصوص اور جملہ اہلِ اسلام بالعموم جانتے ہیں کہ بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، رأس الاتقیاء، قدوۃ العلماء، اُسوۃ الفقہاء، مجدّد الملۃ البیضاء، حجۃ من حجج اللہ، سیف من سیوف اللہ علیٰ اعناق الکفّار والمرتدین والزنادقۃ والملحدین لاسیما الروافض اعداء الدین، عون المجاہدین فی سبیل اللہ والمقاتلین، رئیس المتکلّمین، قطب الارشاد، شیخ المشائخ، فقیہ العصر، مفتیِ اعظم، حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد دامت برکاتہم وفیوضہم کی مجالسِ وعظ اس دورِ ظلمت وانحطاط اور معاصی سے بھرپور معاشرہ میں نہ صرف صحیح سمت کا تعین کر رہی ہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں بھٹکے راہیوں کو منزلِ مقصود تک پہنچانے میں اپنی مثال آپ ہیں، بالخصوص نوجوان طبقہ کے لئے تو یہ مجالس اکسیر عجیب التأثیر ہیں، چند ہی روز میں ان کے دلوں کی کایا پلٹ جاتی ہے اور ایسا حیرت انگیز انقلاب آتا ہے کہ زندگی کے طور وطریق ہی بدل جاتے ہیں۔

حضرتِ والا کے مواعظ کی نشر واشاعت ٹیپ ریکارڈر اور مطبوعہ کتابچوں کے ذریعہ بھی بہت کثرت سے ہو رہی ہے۔ مواعظ کی کیسٹیں اور کتابچے بیرونی ممالک میں بھی بڑی تعداد میں منگوائے جا رہے ہیں بلکہ بیرونی ممالک میں کتابچے مختلف زبانوں میں مستقل طبع ہونے لگے ہیں۔

اطلاعات کے مطابق ہندوستان میں طباعت کا کام وسیع پیمانہ پر جاری

ہے، بنگلہ دیش میں بنگلہ ترجمہ اور مغربی ممالک میں انگریزی تراجم طبع ہو چکے ہیں۔ اُردو، گجراتی، براہوی، بلوچی، فارسی، سندھی، پشتو، تامل اور انگریزی میں مطبوعہ مواعظ کی کثیر تعداد میں اشاعت ہو رہی ہے۔ ترکی، ازبکی، ملایائی تراجم کی مختلف علماء نے اجازت حاصل کرلی ہے۔ ان تراجم کے علاوہ بھی مختلف زبانوں میں تراجم کا شوق عوام و خواص میں روز بروز بڑھ رہا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و احسان سے ملک و بیرونِ ملک ہر جگہ یہ فیض جاری ہے جس کی بدولت دُور و دراز مقامات کے باشندوں میں بھی بکثرت ایسے لوگ ہیں کہ آپ کے مواعظ کی کیسٹیں سن کر یا مطبوعہ مواعظ پڑھ کر ان کی زندگیوں میں ایسا انقلاب آیا کہ انہوں نے منکرات اور بدعات سے توبہ کرلی اور صحیح مسلمان بن گئے جو اس کی واضح دلیل ہے کہ قدرت نے حضرت کے فیوض و برکات کو پوری دنیا میں پھیلانے کا فیصلہ فرمالیا ہے، والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ.

"یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔"

مدت سے دل میں ایک شوق و عزم تھا اور اہلِ علم بالخصوص حضرتِ اقدس کے خلفاء و مجازینِ بیعت کا اصرار بھی کہ مواعظ کی طرح ملفوظات کی اشاعت کا اہتمام بھی کیا جائے۔

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرتِ اقدس تھانوی قدس سرہ نے ایک موقع پر مواعظ و ملفوظات کی افادیت پر کلام کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"میرے نزدیک مواعظ کی بنسبت ملفوظات زیادہ نافع ہیں۔"

حضرت تھانوی قدس سرہ کے اس ارشاد سے ملفوظات کی اہمیت کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔

الحمدللہ! حضرتِ والا کی خصوصی وعمومی، علمی وعملی، سفر وحضر کی مجالس میں حاضر باش مختلف اہلِ علم نے ملفوظات کا یہ ذخیرہ جمع فرمایا (سینکڑوں کیسٹیں ابھی نقل ہونا باقی ہیں) جن کو ایک ترتیب کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا عمل شروع ہو چکا ہے ہزاروں صفحات پر پھیلے ان قیمتی جواہر پاروں میں سے منتخب "صد پندِ لقمان" یا "گلِ صد برگ" جواہر الرشید کے نام سے علماء، مشائخ، طلبہ، مجاہدین اور اہلِ سلسلہ کے سامنے مختلف جلدوں کی صورت میں آتے رہیں گے، ہر جلد میں سو ملفوظات ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ملفوظات دین کے پانچوں شعبوں (عقائد، عبادات، معاملات، معاشرات، تزکیۂ نفس) میں امت کے ہر طبقہ کے لئے راہنما اصول ثابت ہوں گے، اہلِ سلسلہ کے لئے یہ سلسلہ ان شاء اللہ بڑی نوید ہے جس پر جس قدر شکر کیا جائے کم ہے۔

ناظرین دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم خدمت کو محض اپنے فضل وکرم سے باحسن وجوہ انجام دینے کی توفیق عطاء فرمائیں، ملفوظات کو جمع کرنے والے ترتیب دینے والے علماء واحباب سب کے لئے صدقۂ جاریہ بنائیں اور حضرتِ والا کے فیوض وبرکات سے امتِ مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ منتفع ہونے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

عبدالرحیم
دارالافتاء والارشاد
۲۵ ربیع الاوّل سنہ ۱۴۱۴ھ

جواہر الرشید (جلد اوّل)

① پانچ منٹ پانچ کروڑ سے زیادہ قیمتی :

ایک مجلس میں ایک مولوی صاحب نے کہا :

” فلاں سیٹھ صاحب کہتے ہیں کہ میرے پانچ منٹ پانچ ہزار روپے سے زیادہ قیمتی ہیں۔“

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا :

” میں سیٹھا بلکہ اَسیٹھ (سب سے بڑا سیٹھ) ہوں ، اور لٹھ بھی ، میرے پانچ منٹ پانچ کروڑ سے بھی زیادہ قیمتی ہیں ، ہوسکے تو کوئی یہ بات اُن تک پہنچادے۔“

② ہدیہ قبول کرنے کی شرط :

ارشاد ; جب تک مجھے کسی کے بارہ میں یہ یقین نہ ہوجائے کہ یہ مجھ سے استفادۂ دینیہ پر حریص ہے ، اس وقت تک اس سے ہدیہ قبول کرتے ہوئے بہت شرم آتی ہے اور قلب پر بہت گراں گزرتا ہے ، دینے والا اپنے خیال میں میری خدمت کر رہا ہے ، مگر مجھے تکلیف ہوتی ہے محض مروّۃً قبول کرلیتا ہوں۔

③ دعوت قبول کرنے کا بہت قیمتی اصول :

ارشاد : عالم اور مقتدیٰ کے لئے ضروری ہے کہ کوئی دعوت قبول کرنے سے پہلے یہ تحقیق کرلے کہ شرکاء میں معروف لوگ کون کون ہوں گے ؟

اس لئے کہ اگر وہاں غلط قسم کے لوگوں سے سابقہ پڑ گیا تو دین بدنام ہوگا، اگر کسی نے مجلس میں کوئی غلط بات کہہ دی اور آپ خاموش رہے تو سخت گنہگار ہوئے، آپ کی خاموشی کی وجہ سے اگر لوگ اس کی بات کو صحیح سمجھیں گے تو عوام کی گمراہی کا عذاب آپ پر بھی ہوگا، اور اگر آپ نے جواب دیا اور اس میں قبول کی صلاحیت نہیں تو مجلسِ دعوت میں بدمزگی پیدا ہوگی، ردّ و قدح سے کدورتِ قلب کا ضرر الگ۔ دین کی فکر رکھنے والوں کا حال تو یہ ہوتا ہے ؎

خود چہ جائے جنگ و جدل نیک و بد
کین دلم از صلحہا ھم می رمد

”اچھے بُرے جھگڑوں کی کہاں فرصت؟ میرا یہ دل تو دوستیوں سے بھی بھاگتا ہے“۔

④ چندہ مانگنے کی حرام تدبیر:

ارشاد: آج کل لوگ چندہ جمع کرنے کی یہ تدبیر کرتے ہیں کہ اہلِ ثروت کو دعوت دیتے ہیں، پھر ان سے مجلس میں سب کے سامنے چندہ طلب کرتے ہیں، یہ طریقہ ناجائز ہے اور اس ذریعہ سے ملنے والی رقم حرام ہے، کیونکہ مجلس میں شریک ہونے والا نہ دینے میں اپنی سُبکی محسوس کرتا ہے، عزت بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ دینے پر مجبور ہے، طیبِ خاطر سے نہیں دیتا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ. (رواہ البیھقی)

”کسی مسلمان کا مال اس کی طیبِ خاطر کے بغیر حلال نہیں“۔

چندہ کے مفاسد معلوم کرنے کے لئے حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کا وعظ

"تأسیس البنیان علیٰ تقویٰ من اللہ ورضوان" اور رسالہ "التوریع عن فساد التوزیع" اور میرا رسالہ "صیانۃ العلماء عن الذل عند الاغنیاء" دیکھنا بہت ضروری ہے، میرا یہ رسالہ "احسن الفتاویٰ" جلد اول میں ہے۔

⑤ ملاقات کرنے والوں کی تین قسمیں:

ارشاد: دو قسم کے آدمیوں کے ساتھ معاملہ بہت آسان ہے، ایک مسکین شخص، جب چاہو اسے وقت دے دو، اس میں کسی نقصان کا خطرہ نہیں، دوسرا وہ شخص جو مال وجاہ رکھتا ہو مگر دیندار نہ ہو، اس سے بھی معاملہ زیادہ مشکل نہیں، اسے وقت نہ دینے اور اس کی رعایت نہ کرنے میں کوئی نقصان نہیں، ایسے شخص کی خصوصی رعایت جائز نہیں۔

تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو مال وجاہ کے ساتھ دیندار بھی ہیں، ان کے ساتھ معاملہ بہت نازک ہے، اور اس میں بہت تدبّر کی ضرورت ہے۔

اگر آپ انہیں نظم الاوقات کے پابند بناتے ہیں اور ان کی طرف خصوصی توجہ نہیں دیتے تو آپ کے لئے یہ خطرہ ہے کہ صالح و دیندار شخص سے بے التفاتی کی، اس کی دینداری کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس سے خصوصی رعایت کی جائے اور محبت سے پیش آئیں۔

دوسری طرف اس کی خصوصی رعایت میں مندرجۂ ذیل خطرات ہیں:

۱ــــ شاید وہ اسے اپنے مال وجاہ کا اثر سمجھے، اس سے اس کا دین تباہ ہوا۔

۲ــــ حاضرین مجلس نے اس رعایت کو مال وجاہ کا اثر سمجھا تو ان کے دین کو نقصان پہنچا۔

۳ــــ تیسرا خطرہ خود آپ کے دین کے لئے ہے، اس لئے کہ آپ نے ایسا

معاملہ کیا جس سے دوسروں کو یہ بدگمانی ہوئی کہ علماء میں حبِّ مال ہے، جس کی وجہ سے مالداروں کی رعایت کرتے ہیں، اور مساکین کی نہیں کرتے، اس طرح آپ علماءِ دین کی بدنامی اور عوام کی بداعتقادی کا ذریعہ بنے، اور خود بھی مظنۂ تہمت میں واقع ہوئے، مظنۂ تہمت سے بچنا فرض ہے۔

۴ــــ مزید بریں آپ کے لئے ایک سخت خطرہ یہ بھی ہے کہ ایسے حضرات کی خصوصی رعایت اور ان سے زیادہ اختلاط سے خود آپ میں حبِّ مال وحُبِّ جاہ جیسے مہلک مرض پیدا ہو سکتے ہیں۔ وَاللّٰہُ الْحَفِیْظُ۔

⑥ حکام واہلِ ثروت کے ساتھ معاملہ:

ارشاد: بعض دفعہ کوئی مالدار یا سرکاری عہدہ دار بے وقت آجاتا ہے، میں اس وقت ملاقات کے لئے فرصت نکال سکتا ہوں، اس کے باوجود انھیں وقت نہیں دیتا۔

اسی طرح کبھی کوئی شخص دینی کاموں کے لئے بھاری عطیہ دینے بے وقت آجاتا ہے، میں اسے بھی وقت نہیں دیتا، اگر میں باہر ہوتا ہوں تو خود لے لیتا ہوں ورنہ فون پر کہہ دیتا ہوں:

”دفتر میں کسی کو دے دیں، میں اُس سے لے لوں گا۔“

ایک بار ایک خاتون نے اپنے ڈرائیور کے ہاتھ بہت بڑی رقم کا عطیہ بھیجا اور ٹیلیفون پر مجھ سے کہا:

”ڈرائیور کو لکھ دیں کہ رقم مل گئی ہے تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے۔“

میں نے کہا:

”جب ڈرائیور آپ کے پاس واپس پہنچ جائے اس وقت آپ اطمینان کے لئے مجھے دوبارہ ٹیلیفون کر کے دریافت کرلیں“۔

ایسے حضرات کے ساتھ اس معاملہ میں خود انہی کا فائدہ ملحوظ ہے، ان کی ذہنی اصلاح مقصود ہے کہ مال وجاہ کی وجہ سے ان کی رعایت نہیں کی جارہی، ورنہ بصورتِ رعایت وہ یہی سمجھیں گے کہ ان کی یہ خصوصیت مال وجاہ کی وجہ سے ہے اور ان کا یہ زعم ان کے دین کے لئے سخت مضر ہے۔

دینی کاموں میں مالی تعاون کرنے والوں کو ایسے علماء کا شکرگزار رہنا چاہیئے جو اُن کی رقوم کی حفاظت اور صحیح مصرف پر لگا کر اُن پر احسان کر رہے ہیں، اُن کی خاطر محنت اور وقت صرف کر رہے ہیں، رقوم دینے والوں کا کوئی احسان نہیں، وہ اپنی آخرت بنانے کے لئے دیتے ہیں عُلماء پر کیا احسان؟

⑦ عُلماء کے لئے ضروری دستور العمل:

ارشاد: علماء کے لئے تین باتیں نہایت ہی ضروری ہیں:

۱ — کوئی مسئلہ بغیر اچھی طرح تحقیق کئے ہرگز نہ بتائیں۔

۲ — کہیں شبہ ہو جائے تو دوبارہ اچھی طرح چھان بین کرلیں، اس کام میں دو باتوں کا خیال رکھا جائے۔

ایک تو مسئلہ کی تحقیق میں خوب کوشش اور محنت کی جائے۔

دوسری، دُعا بھی جاری رہے، بالخصوص یہ دُعاء:

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ (۲—۳۲)

”تو پاک ہے، ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے

ہمیں دیا، بے شک تو ہی بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔"

۳ــــ اگر یہ علم ہو جائے کہ کوئی مسئلہ غلط بتا دیا گیا ہے تو فرض ہے کہ فوراً دوبارہ تحقیق کر کے سائل کو صحیح مسئلہ بتایا جائے۔

کل ہی کا واقعہ ہے میں نے ایک مسئلہ کا جواب لکھا، بعد میں جب مزید غور کیا تو پتا چلا کہ مسئلہ کی نوعیّت کے لحاظ سے اس کا جواب دوسرا ہونا چاہئے۔ ظہر کی نماز کے بعد کچھ دیر آرام کرنے کا معمول ہے، لیکن اسی فکر کی وجہ سے نیند نہیں آرہی تھی، اس لئے اسی وقت اُٹھ کر مسئلہ کا صحیح جواب لکھا، ڈاک کا وقت نکل چکا تھا، دارالافتاء کے عملہ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ پہلا جواب انہوں نے ڈاک کے حوالہ کر دیا ہے۔ رجسٹر سے اس سائل کا پتا معلوم کر کے دوبارہ صحیح جواب لکھ کر عملہ کو لیٹر بکس میں ڈالنے کی تاکید کر دی، اور یہ بھی کہہ دیا کہ خط ڈالنے کے بعد مجھے اطلاع کر دیں، تب کہیں جا کر تھوڑی دیر آرام کیا۔

اسی طرح اوائل فراغت کا واقعہ ہے، میں نے ایک استفتاء کا جواب لکھا۔ جہاں سے استفتاء آیا تھا وہاں کے بعض علماء نے مجھے لکھا:

"یہاں کے بدعتی مولوی اس کے خلاف بتا رہے ہیں۔"

میں نے مسئلہ پر دوبارہ غور کیا تو پتا چلا کہ واقعۃً ان کا کہنا درست ہے، مجھ سے غلطی ہو گئی ہے، اس لئے میں نے انہیں لکھ دیا:

"صحیح جواب وہی ہے جو بدعتی مولوی کہہ رہے ہیں۔"

اس پر ہمارے عُلماء نے لکھا:

"اگر ہم اپنی غلطی کا اقرار کر لیں تو ہماری سُبکی ہوگی، کیونکہ ہم تو آئے دن ان سے مناظرے کرتے رہتے ہیں۔"

میں۔ نیز ان علماء کو جواب لکھا:

> "صحیح بات تسلیم کر لینے میں ہماری کوئی سُبکی نہیں، بلکہ یہ تو عینِ عزت ہے دنیا و آخرت دونوں میں۔ اور غلطی پر مُصر رہنا دنیا و آخرت دونوں جگہ باعثِ ذلت ہے۔"

فرمایا، میں نے جب مسئلۂ صبح صادق کی طرف علماء کو متوجہ کیا، اور دار العلوم کراچی، جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن اور دار الافتاء والارشاد کی مشترک مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ کی تصدیق اور متفقہ فیصلہ کے بعد اس کی اشاعت کی، اندرون و بیرونِ ملک اس کی خوب شہرت ہوگئی تو کراچی یونیورسٹی سے ایک صاحب نے مجھے ٹیلیفون پر بتایا کہ انہوں نے ایک انگریزی کتاب میں اس کے خلاف دیکھا ہے، یہ سن کر میں نے طے کیا کہ حسبِ معمول خود یہ کتاب دیکھ کر کوئی فیصلہ کروں گا۔

میرا یہ معمول ہے کہ کوئی کتنا ہی ثقہ و معتبر عالم کسی کتاب کا حوالہ دے جب تک میں خود وہ کتاب نہیں دیکھ لیتا اس وقت تک محض دوسرے پر اعتماد کی بناء پر میں کوئی یقینی رائے قائم نہیں کرتا۔ دوسرے علماء کو بھی بتاکید اس کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے سامنے بہت سے ایسے تجارب ہیں کہ کسی کی طرف سے کوئی حوالہ پڑھنے یا سننے کے بعد جب خود اصل کتاب کو دیکھا تو ثابت ہوا کہ ناقل سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔

اس معمول کے مطابق جب میں نے خود وہ کتاب دیکھنے کا ارادہ کیا تو مجھے خیال آیا کہ اگر کتاب دیکھنے کے بعد مجھ پر میری غلطی واضح ہوگئی تو اس سے رجوع کا اعلان کرنا مجھ پر فرض ہوگا، اس وقت میں اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوا اور اسے خوب ٹٹولا، کہ اس مسئلہ کی تحقیق میں اس قدر کدوکاوش اور اتنی تشہیر کے بعد اس سے رجوع کا اعلان کرنے میں کوئی خفت تو محسوس نہیں ہوگی؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، میں نے اپنے قلب کو غلطی کے اعتراف اور اس سے رجوع کے اعلان پر پورے انشراح وانبساط کے ساتھ خوب مستعد پایا، اور اس میں احساسِ ندامت وخفت کا بال برابر بھی شائبہ تک نہ پایا۔

اس میں میرا کوئی کمال نہیں، بلکہ محض میرے رب کریم کی عطاء و دستگیری ہے۔

وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ (۷—۴۳)

”اگر ہمیں اللہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہیں پاسکتے تھے۔“

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ۚ (۱۲—۵۳)

”میں اپنے نفس کی براءت نہیں کرتا، بلاشبہہ نفس تو برائی کا بہت زیادہ حکم کرنے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔“

بعد میں جب میں نے وہ کتاب دیکھی تو اس میں زوڈیکل لائٹ سے متعلق یہ تحریر تھا:

”اسے کبھی صبحِ کاذب بھی کہا جاتا ہے۔“

حالانکہ زوڈیکل لائٹ کا صبحِ کاذب سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی تفصیل میرے رسالہ ”صبحِ صادق“ مندرجہ ”احسن الفتاوی“ جلد ۲ میں ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد یوسف بنوری رحمہما اللہ تعالیٰ نے میری تحقیق سے اتفاق کرنے کے بعد پھر اس سے رجوع فرمالیا۔ رسالہ ”صبحِ صادق“ میں اس کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔

⑧ تصنیف، تقریظ اور مدرسہ کی تصدیق کی شرائط:

ارشاد: آج کل شوقِ تصنیف کا مرض بہت عام ہوگیا ہے، یہ مرض مولویوں کی بنسبت عام اردو خواندہ طبقہ میں زیادہ ہے، پھر اُن میں سے اکثریّت ایسے لوگوں کی ہے جو خود کو محقّق عالم سمجھتے ہیں، اس لئے اپنی تصنیف کسی عالم کو تصحیح کی غرض سے دکھانے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے، بلکہ اس کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔

اور کچھ دیندار طبقہ ایسا ہے کہ کتاب لکھ کر اس کی تصحیح اور اس پر تقریظ لکھنے کے لئے علماء سے درخواست کرتا ہے، صرف درخواست ہی نہیں بلکہ مُسلّط ہو جاتے ہیں، ایسے مسلّط کہ جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

اگر انہیں کوئی کتاب لکھنے کی زیادہ ہی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو خود لکھنے کی بجائے کسی عالم سے لکھنے کی درخواست کریں۔ درحقیقت ہے تو یہ بھی گستاخی ہی کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ضرورتِ دینیہ کا زیادہ علم ہے علماء کو ضرورت کا علم نہیں، یا علم کے باوجود بے فکر ہیں، انہیں زیادہ فکر اور دین کا زیادہ درد ہے۔

بھلا علماء کو اتنی فرصت کہاں کہ پوری کتاب بالاستیعاب حرفاً حرفاً نظرِ غائر سے دیکھیں اور اس کی اصلاح کریں۔ اس پر محنت کرنے کی بجائے اس سے بھی کم وقت میں اور کم محنت سے اس سے بدرجہا زیادہ بہتر کتاب خود ہی کیوں نہ لکھ ڈالیں۔

جوازِ تصنیف کے لئے تین شرطیں ہیں خوب سمجھ لیں:

۱ — باقاعدہ مستند عالمِ دین ہونا، بالخصوص جس موضوع میں تصنیف کرنا چاہے، اس میں مہارتِ کاملہ ہونا۔

۲---- اس عالم پر عوام کو اعتماد ہو۔

۳---- تصنیف کی واقعۃً ضرورت ہو، یعنی اس سے قبل اس موضوع پر کوئی بہتر کتاب نہ ہو، یا جدید تصنیف کا کوئی خاص داعیہ قویّہ ہو۔

ان شرائط کے تحت اخلاص اور محنت سے کوئی کتاب لکھی جائے تو کسی سے اصلاح کروانے اور تقریظ لکھوانے کی کوئی حاجت نہیں، مگر مصنف بننے کا شوق کہاں چین لینے دے؟

پھر مثل مشہور: ——— "جیسی رُوح ویسے ہی فرشتے"۔

کے مطابق جیسے مصنفین ویسے ہی تقریظ لکھنے والے، ہر وقت تیار بیٹھے ہیں، بس جیسے ہی کوئی مصنف صاحب اپنی تصنیف لائے انہوں نے فوراً قلم اٹھایا، اور بدون دیکھے بھالے تصنیف اور مصنّف کی تعریف کے پُل باندھ دیئے۔

دراصل انہیں تقریظ لکھنے سے اپنی شہرت مقصود ہوتی ہے، جب کتاب میں چھپے گا "تقریظ از حضرت مولانا...... دامت برکاتہم"۔

ان کے نام کے ساتھ خوب بڑے بڑے القاب لگا کر ان کی تقریظ چھپے گی تو:

"سبحان اللہ! کیا کہنا، بس مزا ہی تو آجائے گا"۔

تقریظ لکھنے کے جواز کی دو شرطیں ہیں:

ا---- تقریظ لکھنے والا متبحّر عالم ہو، بالخصوص جس فن کی کتاب ہے اس میں مہارتِ کاملہ رکھتا ہو۔

۲---- پوری کتاب اوّل سے آخر تک بالاستیعاب حرفاً حرفاً بہت غور سے دیکھے۔

آج بیشتر تقریظ لکھنے والوں کا یہ حال ہے کہ فنِّ کتاب سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں، اس کی ابجد سے بھی واقف نہیں اور تقریظ لکھ رہے ہیں، کیا یہ

فریب دہی اور جھوٹی شہادت نہیں؟

اسی طرح کتاب پر سرسری نظر ڈال کر تقریظ لکھنا جائز نہیں، کتاب دیگ کے چاول نہیں کہ دو تین چاول چٹکی میں مَسل کر دیکھے اور پوری دیگ پر تیار ہو جانے کا حکم لگا دیا، تقریظ ایک شہادت ہے، پوری کتاب غور سے دیکھے بغیر شہادت لکھنا حرام ہے۔

بعض تقریظ لکھنے والے کہتے ہیں:

> ”ہم تقریظ میں وضاحت کر دیتے ہیں کہ ہم نے یہ کتاب بعض مقامات سے دیکھی ہے۔“

ان کا یہ حیلہ بھی غلط ہے، اس لئے کہ عوام عبارت کی حُدود و قیود نہیں سمجھتے وہ تو صرف کسی عالم کا نام دیکھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں، نیز ایسی تقریظ لکھنے کا عوام کو فریب دہی کے سوا کیا فائدہ؟

تصنیف اور تقریظ کی جو شرائط میں نے بیان کی ہیں اگر ان کی پابندی کی جائے تو تقریظ لکھنے لکھوانے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔

★ ★ ★ ★ ★

حضرت اقدس دامت برکاتہم جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں آپ کا عمل کبھی بھی اس کے خلاف نہیں ہوتا، چنانچہ اس موقع پر آپ نے جوازِ تصنیف کی تیسری شرط یہ بیان فرمائی ہے:

> ”تصنیف کی واقعۃً ضرورت ہو، یعنی اس سے قبل اس موضوع پر کوئی بہتر کتاب نہ ہو، یا جدید تصنیف کا کوئی خاص داعیہ قویہ ہو۔“

اس کے مطابق آپ کے عمل کی دو مثالیں لکھی جاتی ہیں:

۱۔۔۔ حضرتِ والا نے فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر رسالہ "نیل المرام بالتزام السکوت عند قراءۃ الامام" لکھنا شروع کیا مگر تکمیل سے قبل ہی اس موضوع پر حضرت مولانا ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ "فاتحۃ الکلام فی القراءۃ خلف الامام" نظر سے گزرا تو آپ نے اسی وقت اپنے رسالہ کی تکمیل کا ارادہ ترک فرما دیا، حالانکہ آپ اٹھاون صفحات تحریر فرما چکے تھے اور مقصد کے اکثر و اہم مباحث زیرِ تحریر آچکے تھے، اس کے باوجود جہاں دوسرے رسالہ پر نظر پڑی علومِ قرآن وحدیث کی لذّت وحلاوت کی مستی و بے خودی سے پورے جوش کے ساتھ رواں دواں قلم کو فوراً وہیں چھوڑ دیا۔ یہ مرحلہ کتنا کٹھن اور یہ امتحان کتنا مشکل ہے؟ اسے صرف وہی سمجھ سکتا ہے جسے کبھی ایسا حادثہ پیش آیا ہو۔

اس بارہ میں رسالہ مذکورہ کے آخر سے آپ کی خود نوشتہ تحریر نقل کی جاتی ہے:

> "مسئلہ قراءت خلف الامام پر لکھنے سے قبل بندہ نے اس پر غور کیا کہ اگر اس مسئلہ سے متعلق کسی دوسرے عالم کا کوئی ایسا رسالہ مل جائے جو جامعیّت کے ساتھ مختصر بھی ہو تو بجائے اس کے کہ میں کوئی جدید رسالہ لکھنے پر محنت کروں سائلین کو اُسی رسالہ سے استفادہ کا مشورہ دے دیا جائے، مگر اس صفت کا کوئی رسالہ اُس وقت میری نظر میں نہیں تھا، اس لئے میں نے اپنے درسِ صحیح بخاری کی تقریر کو سامنے رکھ کر اس پر بقدرِ ضرورت مزید تحقیق کا کام شروع کر دیا۔
>
> نصوصِ قرآنیہ کی بحث قریب التکمیل تھی کہ اچانک حضرت

مولانا ظفر احمد صاحب قدس سرّہ کا رسالہ "فاتحۃ الکلام" نظر سے گزرا جو بظاہر میرے مقصد کے مطابق ہے، لہٰذا میں اپنے رسالہ کو یہیں ختم کرتا ہوں اور مسئلۂ زیرِ بحث سے احادیث کی بحث، احناف کے دلائل اور فریقِ مخالف کے دلائل کے جوابات کی تفصیل "فاتحۃ الکلام" پر مُحوّل کرتا ہوں اور دُعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُمّتِ مُسلمہ کو مسائلِ فرعیّہ میں الجھنے اور مجتہد فیہا اُمور میں دماغ و قلم کی صلاحیّتیں اور طاقتیں صرف کرنے اور آپس میں دست و گریباں ہونے کی بجائے دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیوں اور الحاد و اباحیّت کے فتنوں سے دینِ اسلام کی حفاظت کے لئے متحدہ مساعی کی توفیق عطاء فرمائیں اور اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ط کا مصداق بنائیں، آمین، وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ"۔

٢ــــ جب حکومت نے خلافِ اسلام عائلی قوانین مسلمانوں پر زبردستی مسلّط کر دیئے تو حضرتِ والا نے اس کے ردّ میں ایک مستقل رسالہ لکھنے کا عزم فرمایا، رسالہ کا نام بھی تجویز فرمالیا "المضامین الجاھلیۃ فی صورۃ القوانین العائلیۃ"۔ مگر اس سے قبل کہ حضرتِ والا قلم اٹھائیں اس موضوع پر آپ کے استاذِ محترم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ شائع ہوگیا، جسے دیکھ کر حضرتِ والا نے رسالہ تحریر فرمانے کا ارادہ ترک فرما دیا۔

(بقیہ نمبر ١٠ کے بعد)

⑨ دینی کام کے لئے بھی قرض لینے سے اجتناب:

ارشاد: میں نے آج تک نہ کبھی اپنی ذات کے لئے قرض لیا ہے اور نہ کبھی کسی دینی کام کے لئے، ہر شخص کو چاہیئے کہ بدوں قرض لئے جتنا کام ہو سکے

بس اتنا ہی کرے۔

⑩ تصنیف تجارتِ آخرت ہے نہ کہ تجارتِ دنیا:

ارشاد: الحمدللہ! میں اپنی تصنیف کا کوئی دنیوی نفع نہیں لے رہا، ناشر کتابیں چھاپتے ہیں وہی فروخت کرتے ہیں اور وہی نفع اٹھاتے ہیں، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک بار ناشر نے کہا بھی:

> "آپ کی تصانیف آپ ہی کے نام کی وجہ سے فروخت ہو رہی ہیں، اس لئے آپ کچھ کتابیں اپنے یہاں برائے فروخت رکھوا لیا کریں، ان کا کمیشن خواہ آپ خود رکھیں یا دار الافتاء کو دے دیا کریں"۔

میں نے کہا:

> "مجھے نہ اس کی فرصت نہ ضرورت، میرے لئے تجارتِ آخرت کافی ہے"۔

اللہ تعالیٰ یہ خدمت قبول فرمائیں۔

میں دینی اداروں، علماء، طلبہ اور احباب کو کتابیں ناشر سے خرید کر ہدیہ دیتا ہوں۔

⑪ ہوس کا علاج اور قدرِ نعمت:

ارشاد: میں اپنے پاس ضرورت سے زائد کوئی چیز نہیں رکھتا، جیسے ہی کوئی چیز زائد آئی اسے فوراً نکالنے کی کوشش کرتا ہوں، کسی کو ہدیہ دے دیتا ہوں۔ البتہ ہدیہ کے لئے کسی کے انتخاب میں کبھی کچھ تأخیر ہو جاتی ہے، سوچنا پڑتا ہے کہ اس کا صحیح مستحق کون ہے؟ بدوں سوچے کسی کو دے دینا نعمت کی ناقدری ہے۔

اپنے لئے تو یہی معمول ہے کہ جیسے ہی کوئی چیز زائد آئی فوراً نکال دی، اور گھر کے لئے معمول یہ ہے کہ ہر دو تین ماہ بعد کہتا ہوں:

"گھر میں جھاڑو دیجئے"۔

یعنی سامان، الماریاں، صندوق، پیٹیاں وغیرہ سب کی خوب جانچ پڑتال کریں جو چیز بھی ضرورت سے زائد نظر آئے کسی کو دے دیں۔

ضرورت سے مراد حالیہ ضرورت ہے، میں آیندہ متوقع ضرورت کو ضرورت نہیں سمجھتا، آیندہ ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ پھر عنایت فرما دیں گے۔

میں اپنے احباب کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں، گھر کے سامان کا جائزہ لیا کریں، ہر چیز کے بارہ میں سوچا کریں کہ کسی کام میں آرہی ہے یا یونہی بیکار پڑی ہے۔ اوّلاً ضرورت سے زائد سامان جمع کرنا ہوس اور طولِ امل میں داخل ہے، پھر بیکار رکھی ہوئی چیز پڑے پڑے خراب ہو جائے گی، یہ اس کا ضیاع ہے اور نعمت کی ناقدری ہے، اگر کسی کو مفت دینے کا حوصلہ نہیں تو فروخت کردیں، کسی کام تو آئے۔

⑫ مال سے بے رغبتی کا اثر:

ارشاد: الحمد للہ! مجھے روپے، پیسے اور مال و اسباب سے لگاؤ نہیں، اس کا یہ اثر ہے کہ مجھے اپنی خریدی ہوئی چیزوں کی قیمت یاد نہیں رہتی، خواہ وہ کتنی ہی زیادہ قیمتی ہوں، بڑے سے بڑے مصارف سے متعلق یاد نہیں رہتا کہ کہاں پر کتنا خرچ ہوا۔

ابھی سفرِ عمرہ سے آیا ہوں لیکن مجھے یاد نہیں کہ ہوائی جہاز کا کتنا کرایہ تھا۔

سفرِ حج میں یہ معمول ہے کہ آغازِ سفر میں سفر کے پورے مصارف کا اندازہ لگا کر اس سے کافی زیادہ رقم کسی رفیقِ سفر کو دے دیتا ہوں، واپس آ کر اس سے

حساب کی تفصیل طلب نہیں کرتا، بلکہ جو کچھ بھی وہ بقایا بتائے واپس لے لیت ہوں، اس لئے مصارف کی تفصیل کا مجھے علم ہی نہیں ہوتا۔

ایک بار میں سفرِ حج میں مسجدِ حرام میں بیت اللہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، یہ مرض بہت عام ہے کہ لوگ وہاں بیٹھ کر بھی فضول باتیں نہیں چھوڑتے، چنانچہ وہاں ایک شخص نے مجھ سے پوچھا:

"آپ کس راستہ سے آئے ہیں؟"

میں نے جواب دیا: ——— "ہوائی جہاز سے۔"

وہ بولے: ——— "کتنا کرایہ ہے۔"

میں نے کہا: ——— "مجھے معلوم نہیں۔"

وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ مولویانہ صورت ہیں، سفرِ حج میں، مسجدِ حرام میں، بیت اللہ کے سامنے بیٹھ کر جھوٹ بول رہا ہے، مگر میں اپنی حالت انھیں کیسے سمجھاتا؟

یہاں تو علم ہی نہیں تھا، اور جہاں خود خرچ کرتا ہوں وہاں اس کی مقدار یاد نہیں رہتی، جیسے سفرِ عمرہ کے بارہ میں بتا چکا ہوں۔

(۱۳) صاحبزادوں کی آمدنی سے لاعلمی:

حضرتِ اقدس کے تینوں صاحبزادے حکومتِ سعودیہ کی طرف سے بیرونی ممالک میں خدماتِ دینیہ پر مبعوث ہیں، اعلیٰ مناصب اور اونچی تنخواہیں، ان کے بارہ میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

"مجھے ان کی تنخواہوں سے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ کس کی کتنی تنخواہ ہے، بوقت تقرر بلا تجسس شاید کوئی بات کان میں پڑ گئی ہو

جو فوراً ہی دوسرے کان سے نکل گئی، دل و دماغ کی طرف نہیں گئی اس لئے مجھے بالکل یاد نہیں۔

اسی طرح دامادوں کی تنخواہ یا ان کی دوسری آمدنی سے متعلق بھی مجھے کوئی علم نہیں، بلکہ بچیوں کے رشتے طے کرتے وقت بھی دامادوں کی جائیداد، آمدن اور دنیوی حیثیّت کی قطعاً کوئی تحقیق نہیں کی، صرف دین ہی کو مدِ نظر رکھا۔"

⑭ بلاضرورت روپے گننا حُبِّ مال کی دلیل:

ارشاد: مجھے یہ علم نہیں کہ میری زرعی زمین کتنی ہے اور کس حال میں ہے کتنی آباد زیرِ کاشت ہے اور کتنی غیر آباد بنجر، اس کا محلِ وقوع بھی صحیح طور پر معلوم نہیں، بس سرسری اندازہ ہے، حدودِ اربعہ کا علم نہیں۔

میں نے یہ زمین بھائی کی معرفت مقاطعہ پر دے رکھی ہے، مجھے نہ تو مقاطعہ کی میعاد یاد رہتی ہے اور نہ ہی رقم کی مقدار۔

اسی طرح مجھے کبھی یہ علم نہیں ہوتا کہ میری مِلک میں کتنا سرمایہ ہے، سب کا سب بلا گنے فی سبیل اللہ لگا دیتا ہوں۔ روپے، پیسے کا بار بار حساب کرنا اور بلاضرورت گننا حُبِّ مال کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ نے جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ط میں اس کی قباحت بیان فرمائی ہے۔

اس کا تعلق اس سے پہلی آیت سے ہے دونوں آیتیں یہ ہیں:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۙ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ (۱۰۴—۲،۱)

"بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو پسِ پشت عیب

نکالنے والا ہو اور روبرو طعنہ دینے والا ہو۔ جو مال جمع کرتا ہو اور اسے بار بار گنتا ہو۔“

حبِّ مال کا فتنہ بہت بڑا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

⑮ مال کا صحیح مصرف:

ارشاد: میرا ذاتی یا دارالافتاء کا کسی بنک میں کوئی کھاتا نہیں، اور نہ ہی گھر میں روپیہ جمع ہونے دیتا ہوں، بلکہ جو کچھ بھی ضرورت سے زائد ہوتا ہے فوراً تجارتِ آخرت میں لگا دیتا ہوں۔

⑯ خدماتِ دینیہ پر تنخواہ چھوڑنے کی کوشش اور اس کے ثمرات:

ارشاد: میں مدت تک مختلف جامعات میں تدریس وافتاء وغیرہ خدماتِ دینیّہ پر بادلِ نخواستہ تنخواہ لیتا رہا ہوں، تمنّا اور کوشش یہ رہی کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ایسی وسعتِ رزق عطاء فرمادیں کہ خدماتِ دینیّہ پر تنخواہ لینے کی احتیاج نہ رہے۔

میرے ربِّ کریم نے یہ تمنّا پوری فرمادی، محض اپنے کرم سے وسعتِ رزق کے ایسے ذرائع پیدا فرمادیئے کہ ان پر نہ تو میرا کچھ وقت صرف ہوتا ہے اور نہ ہی کسی بھی قسم کے غوروفکر کی کوئی حاجت۔ اس کے برسنے والے ہاتھوں نے ایسے خزانے برسائے کہ مجھے نہ صرف آیندہ کے لئے تنخواہ لینے سے مستغنی فرمادیا بلکہ جن جن جامعات سے تنخواہیں لی تھیں سب کا حساب لگا کر ان سب کو اتنی رقوم بمدِّ عطیّہ دینے کی توفیق عطاء فرمائی بلکہ مزید دینی کاموں پر خوب فراخدلی سے خرچ کرنے کی سعادت سے نوازا۔

وَمَا ذٰلِكَ اِلَّا بِفَضْلِهِ الْعَظِيْمِ.

"یہ سب کچھ محض اسی کے فضل عظیم سے ہے"

يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ (۵ — ٦٤)

"اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے"

اس ربّ کریم کی اس شان کا ہر وقت کھلی آنکھوں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ میرے ربّ کریم نے میرے لئے رزق کے دروازے کھولے نہیں بلکہ توڑ دیئے ہیں۔ اس کی بے بہا نعمتوں سے ہر وقت لت پت ہوں ؎

نورِ حق در یُمن و یُسر و تحت و فوق
بر سر و در گردنم مانند طوق

"اللہ تعالیٰ کے انعامات میرے دائیں، بائیں، نیچے، اوپر، سر پر اور میری گردن میں طوق کی طرح ہیں"

کاہلم چون آفریدی اے ملی
روزیم دہ ہم ز راہِ کاہلی

کاہلم من سایہ خسپم در وجود
خفتم اندر سایۂ افضال وجود

کاہلان و سایہ خسپان را مگر
روزیے بنہادۂ نوعے دگر

چون زمین را پا نباشد جودِ تو
ابر را راند بسوئے او دو تو

طفل تا گیرا و تا پویا نبود
مرکبش جز گردنِ بابا نبود
طفل را چون پا نباشد مادرش
آید و ریزد وظیفہ بر سرش

"اے غنی! جب تو نے مجھے کاہل پیدا فرمایا ہے تو مجھے روزی بھی کاہلی کی راہ سے عطاء فرما۔

میں وجود میں کاہل اور سایہ میں سونے والا ہوں، تیرے افضال اور کرم کے سایہ میں سو رہا ہوں۔

تو نے کاہلوں اور سایہ میں سونے والوں کے لئے بہت روزی مقدر فرمائی ہے جو دنیا سے نرالی ہی قسم کی ہے۔

چونکہ زمین کے پاؤں نہیں، اس لئے تیرا کرم اس کی طرف بادلوں کی گھٹاؤں کو ہانکتا ہے۔

چونکہ بچہ کے پاؤں نہیں اس لئے اس کی ماں اس کے پاس آکر اسے خوراک دیتی ہے۔

بچہ جب تک پکڑنے اور چلنے کی طاقت نہیں رکھتا، اس وقت تک اس کا ابا اسے اٹھائے پھرتا ہے۔"

آخرت کی روزی کا بھی یہی حال ہے، علم و عمل دونوں میں میری محنت اور کسب کو کوئی دخل نہیں، محض میرے ربّ کریم کا کرم ہے۔

⑰ اشاعتِ دین پر خرچ کرنے میں بے مثال فیاضی:

ارشاد: میں نے بچپن میں بہشتی زیور میں یہ حدیث دیکھی تھی:

"ایک شخص کسی جنگل میں تھا اس نے اچانک ایک بدلی میں یہ آواز سنی : "فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔"

یہ آواز سنتے ہی وہ بدلی فوراً چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسایا، تمام پانی ایک نالے میں جمع ہو کر چلا، یہ شخص اس پانی کے پیچھے ہولیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے۔ اس نے اس باغ والے سے پوچھا :

"اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟"

اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بدلی میں سنا تھا، پھر باغ والے نے پوچھا : "اللہ کے بندے! تو نے میرا نام کیوں دریافت کیا؟"

اس نے کہا :

"میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی، تیرا نام لے کر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے۔ تو اس میں کیا عمل کرتا ہے؟ کہ اس قدر مقبول ہے۔"

اس نے کہا :

"جب تو نے پوچھا تو مجھے کہنا ہی پڑا، میں اس کی کل پیداوار میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں، ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔"

یہ حدیث پڑھ کر مجھے انفاق فی سبیل اللہ کا شوق پیدا ہوا اور میں نے اپنی آمدن کی ایک تہائی امورِ دینیہ پر خرچ کرنے کا معمول بنا لیا۔ میں اس کی برکات دیکھ کر حیران رہ گیا، پھر میں نے بتوفیق اللہ تعالیٰ یہ معمول بنا

لیا کہ اپنے مصارفِ ضروریہ سے زائد پوری کی پوری آمدن فی سبیل اللہ اڑا دیتا ہوں، یہ سب میرے ربِّ کریم کا کرم ہے، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِہٖ۔

⑱ وسعتِ رزق کے اسباب:

ارشاد: مجھے جو اللہ تعالیٰ نے وسعتِ مالیہ سے نوازا ہے اور امورِ خیر میں فراخ دلی سے خرچ کرنے کی توفیق عطاء فرمائی ہے اس سے بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ شاید میرے بچے مالی تعاون کرتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے، بحمداللہ تعالیٰ میرے پاس ان سے کئی گنا زیادہ خزانے ہیں۔

مجھ پر فتوحاتِ ربّانیہ اور مال و دولت کی شب و روز موسلا دھار بارش کے اسباب یہ ہیں:

① اللہ تعالیٰ پر اعتماد۔

② غیر اللہ سے استغناء۔

③ شکرِ نعمت۔

④ حاجت سے زائد مال امورِ خیر میں خرچ کر دیتا ہوں جمع نہیں کرتا۔

یہ چار نمبر میں نے وضاحت کے لئے بتا دیئے ہیں ورنہ درحقیقت ان سب کی بنیاد صرف شکرِ نعمت ہی ہے، باقی تینوں چیزیں اسی شکرِ نعمت سے پیدا ہوتی ہیں۔

میں مجالسِ علماء و جامعاتِ اسلامیہ میں اپنی وسعتِ مالیہ کا ذکر اس لئے کرتا رہتا ہوں کہ علماء مجھ سے نسخۂ کیمیا حاصل کر کے مخلوق کے دروازوں کی خاک چھاننے سے بچ جائیں۔

اللہ تعالیٰ نسخہ استعمال کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور نافع بنائیں۔

(۱۹) کسی خاص قسم کے کھانے کی فرمائش سے اجتناب :

ارشاد: میں نے کبھی بھی گھر میں اپنے لئے کوئی چیز پکانے یا کھانے کی فرمائش نہیں کی۔

(۲۰) کھانے پینے میں کسی سے خدمت نہ لینا :

ارشاد: میں گھر میں کھانے پینے کے سلسلہ میں کسی سے کام نہیں لیتا، پانی پینے کے لئے خود اُٹھ کر جاتا ہوں، کھانے کے لئے اپنے پاس کھانا نہیں منگواتا بلکہ خود باورچی خانہ ہی میں چلا جاتا ہوں، وہاں چٹائی خود بچھاتا ہوں، پینے کا پانی اور کھانے کے برتن خود جمع کرتا ہوں، مگر کھانا خود نہیں نکالتا تاکہ اہلِ خانہ کے نظم میں دخل اور تقسیم میں خلل نہ ہو، فارغ ہو کر باقی کھانا ڈھانک کر، فارغ برتن سلیقہ سے رکھ کر، چٹائی خود لپیٹ کر اس کے مقام پر رکھتا ہوں۔

(۲۱) تکالیف پہنچانے والوں پر احسانات :

ارشاد: میرا ہمیشہ سے یہ معمول ہے کہ کسی سے مجھے جسمانی تکلیف پہنچے یا عزت یا مال کو نقصان پہنچے تو میں اسے فوراً معاف کر دیتا ہوں، نہ دنیا میں انتقام لیتا ہوں اور نہ آخرت میں لوں گا۔ مزید اس کے لئے دُعاءِ مغفرت اور اسے ایصالِ ثواب بھی کرتا ہوں بلکہ روزانہ اپنے تمام اعمال کا ثواب بخش کر مزید ایصالِ ثواب کے لئے تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر تین بار یہ دُعاء کرتا ہوں:

رَبِّ اغْفِرْ لِمَنْ ظَلَمْتُ وَلِمَنْ ظَلَمَنِیْ.

"یا اللہ! جس پر مجھ سے زیادتی ہو گئی ہو اُس کی بھی اور جس

نے مجھ پر زیادتی کی اس کی بھی مغفرت فرما۔"

اور یوں دُعاء کرتا ہوں:

"یا اللہ! میں تیرے اجر و ثواب سے ہرگز مستغنی نہیں، میں تو سراسر محتاج ہوں، سرتاپا احتیاج ہی احتیاج ہوں، مگر میرے مولیٰ تو مجھے صرف اپنے ہی خزانہ سے عطاء فرما، ظالموں کے اعمال سے نہیں۔ میرے ربِ کریم! میں تیرے در کا فقیر ہوں، تو مجھے ظالموں سے بدلہ دلوانے کی بجائے اپنے ہی خزانۂ رحمت سے عطاء فرما۔"

(۲۲) جان سے مار دینے کی دھمکی کا جواب:

ارشاد: ایک مولوی صاحب ایسے علاقہ کے رہنے والے ہیں جہاں کا جادو بہت مشہور ہے، انہوں نے ایک بار مجھے پیغام بھیجا:

"میں آپ کو ہلاک کرنے کا عمل شروع کر رہا ہوں۔"

یعنی بیمار کرنے کا نہیں، بلکہ جان ہی سے مار دینے کا عمل ہے۔

ایسا نہیں کہ انھوں نے یہ بات کہیں کہی ہو جو مجھ تک پہنچ گئی، بلکہ قصدًا ایک شخص کے ذریعہ مجھے یہ پیغام پہنچایا۔

میں نے قاصد سے کہا:

"میرا جواب بھی لیتے جائیے، وہ یہ کہ آپ کے اس پیغام کا میرے قلب پر بال برابر بھی اثر نہیں ہوا، اس لئے کہ ہوگا وہی جو مقدّر ہے، مثل مشہور ہے:

"کوّوں کے کوسنے سے کہیں ڈھور مرے ہیں۔"

پھر اگر آپ کے عمل سے میں مر بھی گیا تو میرا کیا نقصان؟ فائدہ

ہی ہوگا کہ آپ نے ایک مسافر کو وطن پہنچا دیا، یہ آپ کا احسان ہوگا۔

یہ تو ہے میرا تأثر، اور میرا عمل یہ ہے کہ پہلے بھی آپ کے لئے دین و دنیا کی ترقی کی دُعاء کرتا تھا آج سے ان شاء اللہ تعالیٰ زیادہ دُعاء کروں گا۔"

یہ صرف زبانی جواب نہیں تھا بلکہ بحمد اللہ تعالیٰ میں نے اس پر عمل بھی کیا، اُن کے جادو وغیرہ کا میں نے کوئی توڑ نہیں کیا، نہ ہی اس سے حفاظت کی کوئی تدبیر کی، صرف ان کے لئے دعاءِ خیر ہی کرتا رہا۔ آگے یہ معلوم نہیں کہ میرا جواب سُن کر انہوں نے مجھے ہلاک کرنے کا ارادہ بدل دیا یا انہوں نے عمل تو کیا مگر مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس قصہ کو بیس برس گزر گئے، میں اب تک زندہ ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس عرصہ میں کبھی بیمار بھی نہیں ہوا۔ شاید ان کے عمل کو ریورس گیئر لگ گیا، یا ری ایکشن ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے شکرِ نعمت عطاء فرمائیں اور ان کی مغفرت فرمائیں۔

۲۳ مصیبت زدہ کو دیکھ کر معمولات:

ارشاد: میں جب بھی کسی مریض یا مصیبت زدہ کو دیکھتا ہوں تو یہ معمولات اداء کرتا ہوں:

۱۔۔۔ دُعاء مسنون:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ۔

۲۔۔۔ اپنے لئے دُعاء:

"یا اللہ! مجھے قلباً، قولاً، عملاً شکرِ نعمت کی توفیق عطاء فرما۔"

۳۔۔۔ اپنا محاسبہ:

"اس کا قالب بیمار ہے، میرے قلب کا کیا حال ہے؟ بیمار تو نہیں؟ حفاظت کی دُعاء۔"

۴ــــ اس کے لئے دُعاء:

"یا اللہ! تو اسے اس مصیبت سے نجات عطاء فرما۔

یا اللہ! اس مصیبت کو اس کے لئے اپنی طرف انابت و رجوع و فکرِ آخرت کا ذریعہ بنا۔

کفارۂ سیئات و باعثِ ترقیِ درجات بنا۔

اور اسے آیندہ دنیا و آخرت میں جتنی آفات بھی پہنچنے والی ہیں تو اپنی رحمت سے اس مصیبت کو ان سب کی طرف سے قصاص بنا دے۔"

⑳ معاشی مشقت میں مبتلا کو دیکھ کر معمولات:

ارشاد: میں جب بھی کسی کو کسی گھٹیا پیشہ یا کمانے کی مشقت میں مبتلا دیکھتا ہوں تو یہ معمولات اداء کرتا ہوں:

۱ــــ دُعاءِ مسنون:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ.

۲ــــ اپنے لئے دُعاء:

"یا اللہ! اس سے نفرت اور اس کی حقارت سے میرے دل کی حفاظت فرما۔

مجھے قلباً، قولاً، عملاً شکرِ نعمت کی توفیق عطاء فرما۔"

۳ــــ اپنا محاسبہ:

"یہ طلبِ دنیا میں اتنی مشقت برداشت کر رہا ہے، کیا میں آخرت کے لئے اتنی محنت کر رہا ہوں؟ اللہ تعالیٰ سے طلبِ توفیق۔"

۴۔۔۔ اس کے لئے دُعاء:

"یا اللہ اسے اس مشقت سے نجات عطاء فرما، اپنی رحمت سے اسے اس پیشہ کا نعم البدل عطاء فرما۔

اگر یہ مسلمان نہیں تو اسے دولتِ اسلام عطاء فرما۔

اس مشقت کو اس کے لئے اپنی طرف انابت، رجوع و فکرِ آخرت کا ذریعہ بنا۔

کفارۂ سیئات و باعثِ ترقیِ درجات بنا۔

اسے آیندہ دنیا و آخرت میں جتنی بھی آفات پہنچنے والی ہیں، تو اپنی رحمت سے اس مشقت کو ان سب کی طرف سے قصاص بنا دے۔"

㉕ احترامِ علم کے تقاضے:

ارشاد: میں احترامِ علم کی وجہ سے باسٹھ سال کی عمر تک ہم عمر علماء کی مجلس میں بھی کبھی چار زانو نہیں بیٹھا، اسی طرح کسی خدمتِ دینیہ کے وقت مثلاً تدریس، افتاء، تصنیف اور اصلاحی ڈاک وغیرہ لکھتے وقت اور کھانا کھاتے وقت چار زانو نہیں بیٹھتا تھا، اب مجبوراً بیٹھنا پڑتا ہے، اتنی عمر تک اپنی نشست پر کبھی تکیہ بھی نہیں رکھا تھا، تکیہ پر ٹیک لگانا تو درکنار پاس رکھنے سے بھی شرم آتی تھی۔

کسی سے جسم یا پاؤں اب تک بھی نہیں دبواتا، پاؤں دبانے کے لئے خواہ کوئی مخلص کتنا ہی اصرار کرے تو بھی اجازت نہیں دیتا، بہت شرم آتی ہے۔

⑳ سفر میں نزاع کے اسباب اور ان کا علاج:

ارشاد: سفر میں عموماً دیندار لوگوں کا بھی آپس میں نزاع ہونے لگتا ہے، اس میں بہت تیقظ و ہوشیاری کی ضرورت ہے، سفر کے لغوی معنی "اظہار" کے ہیں، اس میں انسان کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے، اسی لئے اس کا نام "سفر" رکھا گیا ہے۔

سبب نزاع یہ ہے کہ ابتداءِ سفر کے دن، تاریخ، وقت، سواری اور راستہ وغیرہ کی تعیین میں، راستہ میں کہیں قیام اور مدّتِ قیام میں، مقامِ مقصود میں پہنچ کر جائے قیام میں، طعام کی نوعیّت اور وقت میں، اور اس قسم کے بہت سے امور میں اختلاف رائے ہوتا ہے، پھر مشقتِ سفر کی وجہ سے طبیعت میں تیزی آجاتی ہے، اس لئے اپنی رائے کے خلاف کا تحمل نہیں ہوتا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ کسی ایک کو سفر کا امیر منتخب کر لیا جائے دوسرے سب رفقاء ہر کام میں اس کی اطاعت کریں، اس کی رائے پر عمل کرنے سے کوئی تکلیف بھی ہو تو اس سے شکایت نہ کریں، بلکہ اس پر دنیوی سکون اور اخروی اجر کا خیال کر کے صبر کریں۔

میرا معمول ہے کہ سفر میں ہمیشہ سب انتظامات کسی دوسرے کے سپرد کر دیتا ہوں، کسی چیز میں قطعاً کوئی رائے نہیں دیتا، اس سے بہت سکون و راحت سے سفر ہوتا ہے۔ ناظم کی غلطی سے کوئی تکلیف بھی پہنچے تو اس پر

ظاہر نہیں ہونے دیتا، بلکہ بہرحال اس کا احسان ہی سمجھتا ہوں۔

خود امیرِ سفر بننے میں کئی پریشانیاں ہوتی ہیں، مثلاً فراغِ قلب میں خلل واقع ہوتا ہے، کوئی کام کسی کی رائے کے خلاف ہو جائے تو اس کو شکایت ہوتی ہے، بالخصوص اگر کوئی ایسی غلطی ہو جائے جو باعثِ تکلیف ہو، اگر رفقاء صبر کریں اور کسی قسم کی شکایت نہ کریں تو بھی ندامت ہوتی ہے۔

(۲۷) مُسلمان سے خرید و فروخت میں نقصان کے باوجود اسے غیرِ مُسلِم پر ترجیح دینا:

ارشاد: ہومیو پیتھک ڈاکٹروں میں مشہور ہے:

"مسلمان ہومیو پیتھک اسٹور والوں سے دوائیں خالص نہیں ملتیں، صرف ہندو ڈاکٹر ٹی۔ڈی راجہ خالص دوائیں رکھتا ہے۔"

اس لئے ہومیو پیتھک ڈاکٹر اس سے دوائیں خریدتے ہیں، مگر میں کبھی بھی ہندو ڈاکٹر سے کوئی دوا نہیں منگواتا ہمیشہ مسلمانوں ہی کے اسٹوروں سے منگواتا ہوں، اور ان دواؤں سے خوب فائدہ ہوتا ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ ٹی، ڈی کی دواؤں کی بنسبت ان سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا پیسا ہندو کے پاس جائے، علاوہ ازیں یہ بھی پسند نہیں کہ مسلمانوں کی بنسبت ہندو کی تجارت میں زیادہ ترقی ہو۔

(۲۸) جمائی روکنے کے نسخے:

ارشاد: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمائی کو روکنے کی کوشش کرنے کا حکم فرمایا ہے، جمائی کو روکنے کے نسخے یہ ہیں:

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصوّر سے جمائی رک جاتی ہے۔

۲۔ نچلے ہونٹ کو اوپر کے دانت سے ذرا سا چبائیں۔

۳۔ نچلے اور اوپر کے دانتوں سے زبان کو ذرا کاٹیں۔

۴۔ نیچے اور اوپر کی ڈاڑھوں کو ملا کر زور سے بھینچیں۔

★ ★ ★ ★ ★

حضرت کے ایک پرانے خادم نے ایک بار پرچہ میں لکھ کر دیا:

"میں عرصۂ دراز سے حضرت کی خدمت میں حاضری دیتا ہوں، مجھے اس پر حیرت ہے کہ حضرت کو کبھی بھی جمائی نہیں آئی"۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا:

"میں نے بچپن میں زمانۂ طلبِ علم میں اپنے استاذ سے سُنا تھا کہ جمائی کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوّر کیا جائے تو جمائی فوراً رک جاتی ہے۔ میں نے اسی وقت سے اس پر عمل شروع کر دیا، اب جمائی کا کچھ پتا ہی نہیں چلتا، کبھی کبھار کچھ ادنیٰ سا احساس ہوتا ہے، فوراً از خود محسنِ اعظم صلّی اللہ علیہ وسلم فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ "آپ پر میرے ماں باپ قربان"۔ کا تصوّر آجاتا ہے اور وہ احساس وہیں ختم ہو جاتا ہے۔

کثرتِ ذکر کی برکت سے بھی جمائی ختم ہو سکتی ہے، اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جمائی شیطان کا اثر ہے"۔

اور ذکر سے شیطانی اثر زائل ہو جاتا ہے۔ مگر کثرتِ ذکر کا یہ اثر لازم نہیں، اس لئے کسی کو جمائی آئے تو اس سے متعلق ذکر سے

غفلت کی بدگمانی کرنا جائز نہیں۔"

(۲۹) بغرضِ اصلاح جن لوگوں کو سزا دی ان سے معافی مانگنا:

ارشاد: میں نے حمیتِ دینیّہ کی خاطر یا کسی معصیت سے روکنے کے لئے جن لوگوں کو جسمانی سزا دی یا زبانی زجر و توبیخ کی، بعد میں اُن سے معاف کرایا ہے اور ان کی تطییبِ خاطر کے لئے انہیں گرانقدر نقد ہدیہ بھی دیا، علاوہ ازیں ان کے لئے روزانہ دُعاء وایصالِ ثواب کا بھی معمول ہے۔

اولاد کے بالغ ہونے کے بعد اُن سے بھی معاف کرایا، نابالغ کا معاف کرنا شرعاً معتبر نہیں۔

یہ عمل اس لئے کیا کہ شاید سزا دینے میں حدِ شرعی سے تجاوز ہوگیا ہو یا اس میں نفس کی شرکت ہوگئی ہو۔

شاگردوں اور اصلاحی تعلق رکھنے والوں سے معاف کرانے میں ان کے بگڑنے اور دینی ضرر کا سخت خطرہ ہے اس لئے ان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کرتا، البتہ ان کے لئے خصوصی دُعاء اور اپنے لئے استغفار کا معمول ہے۔

(۳۰) اہل اللہ کی نقل کا اثر:

ارشاد: نقل کا بھی اثر ہوتا ہے، اس پر اپنے بچپن کا قصّہ یاد آگیا میں نے ایک بار مشائخ کی نقل اتاری تھی، بعید نہیں کہ اسی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے یہ منصب عطاء فرمایا ہو۔ ہے تو اب بھی نقل ہی، مگر جس ربِّ کریم نے "نقل" عطاء فرمائی اس کی رحمت سے امید ہے کہ اسے "اصل" بنا ہی دے گا، بلکہ ہمیں تو "اصل" کی بھی ضرورت نہیں، ضرورت تو قبول کی ہے، آگے اُن کی مرضی

خواہ اصل بناکر قبول فرمائیں یا نقل ہی قبول فرمالیں ؎

نہ گوری سے مطلب نہ کالی سے مطلب
پیا جس کو چاہے سُہاگن وہی ہے

(۳۱) دعوت کا کھانا ہضم نہ ہونا:

ارشاد: مجھے کبھی بھی ایسی دعوت کا کھانا ہضم نہیں ہوتا جہاں کوئی اہم دینی یا دنیوی کام نہ ہو صرف دعوت ہی مقصود ہو، بہت قلیل مقدار میں کھانے سے بھی ہضم میں فتور آجاتا ہے۔ بعض اوقات تو معدہ میں شدید درد تک کی نوبت آجاتی ہے۔ ہاں کوئی اہم کام مقصود ہو اور کھانا ضمناً ہو تو خوب پیٹ بھر کر کھانے سے بھی تکلیف نہیں ہوتی۔

دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کی عادت ہے، اگر قیلولہ نہ کروں تو ہضم پر بُرا اثر پڑتا ہے، اسی طرح کھانے کے متصل بعد زیادہ دیر تک مسلسل بیٹھنا اور کسی دینی کام میں منہمک ہونا بھی مضر ہے، مگر "مجلسِ تحقیق مسائلِ حاضرہ" کے اجتماعات میں مسلسل کام میں انہماک اور دوپہر کے کھانے کے بعد بھی بغیر قیلولہ عصر تک مسلسل کام کے لئے بیٹھنے سے بھی ہضم پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا، حالانکہ وہاں کھانا بھی خوب رغبت سے کھایا جاتا ہے۔

(۳۲) خستہ حال مخلوق سے عبرت حاصل کرنا:

ارشاد: میں جب کبھی کسی خستہ حال انسان یا حیوان کو دیکھتا ہوں مثلاً خارش زدہ کتّا یا مُریل گدھا وغیرہ تو فوراً سوچتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ایسا بنا دیتے تو میرا کیا اختیار تھا؟ اس پر شکر ادا کرتا ہوں۔

(۳۳) نیک بندوں کو حرام دواؤں سے نفع کی بجائے نقصان ہوتا ہے؛

ارشاد: میرا معمول ہے کہ میں علاج کے لئے کبھی بھی اونچے درجہ کے ڈاکٹر کی طرف رجوع نہیں کرتا، ہمیشہ متوسط علاج پر اکتفاء کرتا ہوں، دوسروں کو بھی اسی کی ترغیب دیتا ہوں۔

ایک بار میرے اللہ نے اپنی معرفت کا ایک اور سبق دینے کے لئے ایسا سبب پیدا فرما دیا کہ اس کے ذریعہ مجھے ایک بین الاقوامی بہت مشہور اسپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس پہنچا دیا، اس نے میرا خوب معاینہ کرنے کے بعد نظام ہضم کی اصلاح کے لئے دواء "ٹرائی زیمل" لکھ دی، میں نے کھائی تو پیٹ میں شدید درد کا دورہ پڑا، ساتھ ہی سخت متلی اور قے کا حملہ۔

میں نے سوچا کہ یہ دواء اصلاحِ ہضم کے لئے بہت مشہور ہے، پھر ایسے اسپیشلسٹ ڈاکٹر نے خوب اچھی طرح معاینہ کے بعد تجویز کی ہے، اس کے باوجود برعکس اثر کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو ریورس گیئر لگا دیا ہے اس میں یقیناً کوئی حکمت ہے۔

میں نے دواء کی شیشی پر لکھا ہوا نسخہ پڑھا تو سب سے اول اور سب اجزاء سے مقدار میں زیادہ "پنکری اے ٹین" تھا، یہ خنزیر یا بیل کے لبلبہ سے بنتا ہے، اگر یہ دواء پاکستان میں بنی ہوتی تو اس احتمال کی بناء پر گنجائش تھی کہ اس مرکّب کا یہ جزء بھی پاکستان ہی میں بنایا گیا ہوگا باہر سے درآمد کرنے کا یقین نہیں، اور پاکستان میں اسلامی ذبیحہ کے مطابق بیل ہی کے لبلبہ سے بنایا گیا ہوگا مگر اس شیشی پر "میڈ اِن جرمنی" لکھا ہوا تھا، وہاں اگر بیل ہی سے بنایا ہو تو بھی اسلامی ذبیحہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی حرام۔ بس میں سمجھ گیا؛

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ.

"خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے ہیں۔"

میرے ربِّ کریم نے مجھے حرام سے بچانے کے لئے دواء کو ریورس گیر لگا دیا ہے، اس پر مجھے دو مسرتیں ہوئیں:

ایک مسرت یہ کہ غیر شعوری طور پر حرام کا ذرہ حلق میں جانے سے بھی اللہ تعالیٰ نے بچا لیا، اور یہ کرم صرف اُن کے ساتھ ہوتا ہے جو حرام سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں، ورنہ:

درینجا مردمان ندکہ دریا می خورند و آروغے نمی زنند

"یہاں حرام خوری میں ایسے بہادر موجود ہیں کہ دریا پی جاتے ہیں اور ایک ڈکار تک بھی نہیں لیتے۔"

دوسری مسرت یہ کہ بحمد اللہ تعالیٰ میں اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ کی فہرست میں نہیں بلکہ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ کی فہرست میں ہوں۔

★ پوری آیت یوں ہے:

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ (۲۴-۲۶)

"خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے۔"

یہاں حضرتِ والا کا مقصد یہ ہے کہ ناپاک و حرام غذائیں اور دوائیں فاسق و فاجر لوگوں کو فائدہ کرتی ہیں اور پاک و حلال غذائیں اور دوائیں نیک لوگوں کو فائدہ دیتی ہیں ★

مجھے تو "ٹرائی زیمل" کی بجائے "جوارشِ شاہی" سے فائدہ ہوتا ہے، جس کے اجزاء یہ ہیں:

> "شربتِ انارِ شیریں، شربتِ انارِ ترش، گلاب، عرقِ بید مشک، زرشک، مربّہ ہلیلہ، مربّہ آملہ، قند سفید"

دیکھئے کیسے جنّتی پھلوں اور مفرح و لذیذ طیبات کا مرکب ہے، پھر میں تو جوارشِ شاہی سادہ نہیں کھاتا بلکہ جوارشِ شاہی جواہر دار کھاتا ہوں، جواہر سے اس کی لذّت، فرحت اور قوت میں اضافہ کے علاوہ جواہرِ جنت کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے۔

اسی طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی خاص کرم ہے کہ بدبودار سبزیاں جیسے لہسن، پیاز، مولی وغیرہ مجھے بدوں پکائے کچی کبھی موافق نہیں آتیں، ذرا سا ریزہ بھی اندر چلا جائے تو بس نزلہ، گلے میں درد، اور تقریباً چوبیس گھنٹے تک سخت بدبو کا احساس، اور طبیعت سخت پریشان رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نظافتِ قلب کی دولت سے بھی نوازیں۔

(٣٤) جسمانی علاج کا نسخۂ اکسیر:

ارشاد: لوگوں نے طلبِ مال و جاہ میں اندھا دھند دوڑ اور ہوسِ بے لگام کی طرح طلبِ شفاء یعنی علاج میں بھی بہت زیادہ غُلو شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں اعتدال کا حکم فرمایا ہے، اس لئے ہر حاجت میں اختصار و اعتدال سے کام لینا لازم ہے، لوگ علاج کے سلسلہ میں بہت اُونچے معیار کے اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کے چکّر میں رہتے ہیں۔ وقت، پیسا اور سُکون برباد کرتے ہیں۔

ہر مصیبت کا صحیح علاج یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو کر گناہوں سے توبہ و استغفار کرے، پھر دُعاء کرے، پھر گھریلو معمولی اشیاء سونف، اجوائن، جوشاندہ وغیرہ سے کام لے، خوراک میں پرہیز کرے، ایک وقت کا فاقہ کرلے۔ ا + فاقہ = اِفاقہ۔

اِن تدابیر سے کامیابی نہ ہو تو کسی متوسط قسم کے حکیم یا ڈاکٹر کی طرف رجوع کرے، شفاء بہرحال اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، بہت اونچے علاج کی فکر ہرگز نہ کرے، اسبابِ شفاء میں اختصار و اعتدال کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکّل و اعتماد رکھے، کارساز تو صرف وہی ہے، اختیارِ اسباب صرف تعمیلِ حکم کی خاطر ہے تو پھر تعمیل اسی حد تک ہوگی جس حد تک حکم ہے، اور حکم اختصار و اعتدال کا ہے۔

ذرا سوچئے تو کہ اگر آپ اونچے علاج کی پریشانیاں اٹھانے کے بعد بچ بھی گئے تو آخر کب تک؟

"آخر کب تک؟" ——— تا بکے؟

موت سے کوئی مفر نہیں، اصلی اور دائمی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، اس کی فکر کریں، دنیا کی زندگی تو بہرحال ختم ہوجانے والی ہے۔ پھر اعتدال سے زیادہ اسباب اختیار کرنے سے بجز پریشانی ہی پریشانی کے کیا فائدہ؟ بس جس کے قبضہ میں جان ہے اس کے حکم کے مطابق اعتدال کے ساتھ علاج کریں، جان کا مالک چاہے گا تو اسی وقت اٹھالے گا اور چاہے گا تو اس وقت عارضی طور پر شفاء دے دے گا، اور پھر چند دن کے بعد اٹھالے گا، لے جائے گا ضرور، کسی حال میں بھی چھوڑے گا نہیں، پھر علاج میں اس کے حکمِ اعتدال سے تجاوز اور پریشانی سے کیا حاصل؟

پریشانیوں سے نجات کے لئے میرا وعظ "ہر پریشانی کا علاج" پڑھا کریں۔

جس شخص کو معمولی یا متوسط علاج سے فائدہ نہ ہو اور اونچے علاج سے فائدہ ہو تو وہ دو رکعت نماز توبہ پڑھ کر توبہ و استغفار کر کے اپنے مالک کو راضی کرے، اس لئے کہ متوسط علاج سے فائدہ نہ ہونا اور بہت اونچے علاج میں مبتلا ہونا مالک کی ناراضی کی علامت ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بھی بڑا عذاب عمر بھر کے لئے یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ اس معاملہ کا اس پر یہ اثر ہوگا کہ ہمیشہ اونچے علاج ہی کی فکر اور عذاب میں گرفتار رہے گا۔

اور جس شخص کو اونچے علاج سے فائدہ نہ ہو یا فائدہ کی بجائے نقصان پہنچے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اور دو رکعت نماز شکرانہ پڑھے کہ اللہ تعالیٰ نے آیندہ کے لئے اونچے علاج کے عذاب سے بچنے کا سبق دے دیا۔

میرے رب کریم نے اونچے علاج سے ہمیشہ میری حفاظت فرمائی ہے، اس وقت بے شمار واقعات میں سے عبرت کے لئے بطورِ مثال صرف تین قصے بتاتا ہوں:

① ایک بار لکھتے وقت میرے دماغ میں بہت زبردست جھٹکا لگا، میں نے سوچا کہ کسی ایلوپیتھک ڈاکٹر سے مشورہ کرتا ہوں تو وہ ٹسٹ، ایکسرے اور آپریشن کے چکروں میں ڈال دے گا پھر واللہ اعلم کیا حشر ہوگا۔ اس لئے میں نے ہومیوپیتھک ڈاکٹر کو فون کیا مگر انہوں نے بھی میری بات سنتے ہی خلافِ توقع شور مچانا شروع کر دیا، بہت زور سے چلائے:

> "یہ دماغ کا معاملہ ہے جو بہت ہی خطرناک ہے، اس لئے فوراً پہلی فرصت میں دماغ کا معاینہ کروائیں، گلشن میں فلاں ہسپتال میں اتنے کروڑ کی بہت قیمتی جدید ترین مشینیں منگوائی گئی ہیں فوراً وہاں جا کر معاینہ کروائیں، فوراً، فوراً، پہلی فرصت میں۔"

میں نے فون بند کر دیا اور سوچنے لگا کہ ہسپتال والوں کو مشینوں کی قیمت کروڑوں روپے مع منافع وصول کرنے کے لئے بکرے ذبح کرنے کی ضرورت ہے، سو ان کے اس مقصد کے لئے دوسرے بکرے بہت ہیں، مجھے مذبح میں جانے کی ضرورت نہیں۔ پھر میں نے اس عارضہ کے اسباب پر غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ دماغی محنت کی کثرت اور استراحت و آرام کی قِلّت کا اثر ہے، چنانچہ میں نے محنت واستراحت میں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اعتدال کا راستہ اختیار کر لیا اور برائے نام ہومیو پیتھی کی ایک بہت ہلکی پھلکی دَواء (ایکونائٹ) کی ایک دو خوراکیں کھالیں، بفضل اللہ تعالیٰ اس وقت سے اب تک اٹھارہ سال کے عرصے میں کبھی بھی یہ تکلیف نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ آیندہ بھی حفاظت فرمائیں، اگر خدانخواستہ مذبح میں چلا جاتا تو واللہ اعلم وہ میرے دماغ کو چیر پھاڑ کر کیا بناتے، واللہ الحفیظ۔

میرا ایک دُعاء کا معمول ہے، ویسے تو یہ دُعاء ہمیشہ ہی جاری رہتی ہے مگر ایسے مواقع میں بالخصوص اس کی طرف توجہ ہوتی ہے، دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ فَرِحًا فَخُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ عَبْدًا شَكُوْرًا.

"یا اللہ! تو مجھے اترانے والا اور فخر کرنے والا نہ بنا، تو مجھے اپنی رحمت سے اپنا شکر گزار بندہ بنا لے۔"

② میں جب مغربی ممالک گیا تو ٹورنٹو (کینیڈا) میں قیام کے دوران میرے دائیں گردے کے مقام پر درد ہونے لگا، اس سے پہلے بھی کبھی کبھی اس مقام پر بلکہ جسم کے مختلف حصوں میں اَعصابی دَرد ہوتے رہتے تھے، اس لئے مجھے یقین تھا کہ یہ دَرد بھی انہی اَعصابی دَردوں کے سلسلہ کی ہی ایک کڑی ہے، اس کے باوجود چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا درسِ معرفت مقدر تھا اس لئے خیال ہوا کہ شاید یہ دردِ گردہ ہو جس کا علاج کراچی کی بنسبت ٹورنٹو میں

زیادہ بہتر ہو سکے گا، میزبان کو بتایا گیا تو انہوں نے ایک بہت بڑے ہسپتال کے مالک ایک ماہر ڈاکٹر کو بلا لیا جو صورت و سیرت سے بہت صالح نظر آ رہے تھے، انہوں نے بہت محبت و عقیدت سے میرا معاینہ کر کے مجھے اپنے ہسپتال لے جانے کا کہا، میں میزبان اور ڈاکٹر کی مروت میں بادلِ نخواستہ ہسپتال چلا گیا، ڈاکٹر صاحب نے الٹرا ساؤنڈ کروانے کو کہا، اس پر مجھے بہت تعجب ہوا اس لئے کہ میں یہ سنتا رہتا تھا کہ الٹرا ساؤنڈ عورتیں حمل معلوم کرنے کے لئے کروا رہی ہیں، ڈاکٹر صاحب نے مجھے الٹرا ساؤنڈ کے عملہ کے سپرد کر دیا وہ بھی بہت ہی محبّت و عقیدت سے پیش آئے، انہوں نے مجھے تخت پر لٹا کر میرے پورے پیٹ پر لئی سی مل دی جس سے مجھے بہت سخت گھن آ رہی تھی مگر ”مرتا کیا نہ کرتا۔“

الٹرا ساؤنڈ کا نتیجہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب نے کہا:

”آپ کے پتے میں بہت سی پتھریاں ہیں۔“

یہ سنتے ہی میں نے فوراً زور سے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بہت جوش اور پُر شوکت لہجہ سے کہا:

”میرے اندر ایک پتھری بھی نہیں۔“

یہ اعجوبہ دیکھ کر ڈاکٹر، میزبان اور دوسرے رُفقاء پر حیرت سے سکتہ طاری ہو گیا، مجھے معلوم نہیں تھا کہ الٹرا ساؤنڈ کے نتیجہ میں غلطی کا بھی امکان ہے اس کے باوجود میں نے محض ڈاکٹر صاحب کی قدرے تسکین کے لئے پوچھا:

”الٹرا ساؤنڈ کا نتیجہ کبھی غلط بھی ہو سکتا ہے؟“

ڈاکٹر صاحب بولے:

”ایک فیصد غلطی کا امکان رہتا ہے۔“

میں نے کہا:

"ایک فیصد جو غلط ہوتا ہے وہ میرے حصہ میں آگیا ہے اور باقی ننانوے فیصد دوسرے مریضوں کی طرف۔"

ڈاکٹر صاحب بولے:

"ہزار میں ایک غلط ہوتا ہے۔"

میں نے کہا:

"ہزار میں ایک غلط نکلتا ہو یا لاکھ میں ایک، بہرصورت جو غلط نکلتا ہے اس وقت میرے لئے وہی نکلا ہے اور ہزار یا لاکھ میں سے باقی دوسرے مریضوں کی طرف۔"

ڈاکٹر صاحب کچھ سکتہ کے بعد ذرا دبی زبان سے بولے:

"یہ ایمرجنسی کیس ہے جلد از جلد آپریشن کی ضرورت ہے بہتر ہے کہ یہیں کروالیں ورنہ کراچی پہنچتے ہی فوراً کسی ہسپتال سے رابطہ کریں۔"

میں نے کہا:

"جب کچھ ہے ہی نہیں تو آپریشن کس لئے؟"

اگر مجھے اس مرض کا یقین بھی ہو جاتا تو بھی آپریشن ہرگز نہ کرواتا، پریشانی کی بجائے شوقِ وطن اٹھ رہا تھا، اللہ تعالیٰ ہسپتال کی موت کی بجائے اپنی راہ میں شہادت کی موت مقدر فرمائیں۔

وہاں سے واپسی پر حرمین شریفین میں حاضری ہوئی، مدینہ منورہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہاں اپنے ایک خاص شخص کے مستشفی الاحد میں بہت گہرے روابط ہیں، اسے نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر خیال ہوا کہ اس ہسپتال میں دکھا لیا جائے، وہاں کئی ایکسرے لینے کے بعد بتایا گیا کہ سب کچھ صاف ہے کہیں بھی بال برابر بھی کوئی

نشان تک نہیں، میں نے کہا:

"ٹورنٹو والوں نے تو بہت ہی محبت وعقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت احتیاط سے الٹرا ساؤنڈ لے کر بتایا ہے کہ پتے میں بہت سی پتھریاں ہیں۔"

انہوں نے دو کیپسول دے کر کہا:

"رات کو یہ کیپسول کھالیں، کل صبح ایک گلاس دودھ اور دو انڈے لے کر آئیں دودھ میں انڈے حل کر کے پلائیں گے پھر ایکسرے لیں گے وہ ایسا صاف آئے گا کہ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے گی۔"

چنانچہ دوسرے روز ہم دُودھ اور انڈے لے کر گئے، انہوں نے دودھ میں انڈے حل کر کے مجھے پلائے، پھر کچھ دیر کے بعد ایکسرے لے کر بتایا کہ بالکل صاف ہے، ڈاکٹر صاحب ایکسرے والا کاغذ لے کر ٹیوب لائٹ کے بالکل قریب چلے گئے اور کاغذ کو تیز روشنی کے سامنے پھیلا کر اس کا رُخ میری طرف کر کے کہا کہ دیکھئے کیسا مکمل طور پر صاف ہے کہیں کوئی ذرا سا بھی نشان نہیں، پھر میری طرف متوجہ ہو کر بہت پُرتپاک لہجہ سے بولے:

اِنْتَ شَابٌّ فَتَزَوَّجْ.

"آپ جوان ہیں نئی شادی کیجئے۔"

اس وقت میری عمر پچھتر سال تھی علاوہ ازیں مغربی ممالک کے سہ ماہی سفر سے میری صحت پر بہت بُرا اثر پڑا تھا، ان حالات میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستشفی الاحد کے ڈاکٹر کا یہ فیصلہ سنتے ہی میں فوراً اپنے رب کریم کی نعمت اور ڈاکٹر کی محبت کی قدردانی کے اظہار کے لئے کرسی سے ایسے اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے بنوٹ کے میدان میں نکلتے وقت جست لگانے سے پہلے، اس کے ساتھ ہی میں نے بھی

ڈاکٹر صاحب کے جواب میں اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ پُرتپاک لہجہ سے کہا:

أَتَزَوَّجُ دَحِيْنْ فِيْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”میں ابھی مدینۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلم میں شادی کرتا ہوں“۔

اس سے میرا مقصد یہ تھا۔

زہے شادی کہ قربانش کنم صد شادمانی را
خوشا مستی کہ گرد یار چون پرکار می رقصم

”کیسی ہی اچھی شادی ہے کہ میں اس پر سینکڑوں شادیوں
کو قربان کر دوں اور کیسی ہی بہترین مستی ہے کہ میں یار کے گرد پرکار
کی طرح رقص کر رہا ہوں“۔

③ ایک شخص نے اپنی بیوی کا الٹراساؤنڈ کروایا تو بتایا گیا کہ حمل میں تین خرابیاں ہیں، ایک یہ کہ بچہ ترچھا ہے، دوسری خرابی یہ کہ الٹا ہے، تیسری کہ نامکمل ہے، اس لئے آپریشن کے بغیر ولادت ناممکن ہے اور بچہ کے زندہ رہنے کی کوئی توقع نہیں، وہ بہت پریشان ہوئے، مجھ سے دُعاء کے لئے کہا، میں نے انہیں الٹراساؤنڈ کروانے کی حرکت پر سخت تنبیہ کی تو انہوں نے رو رو کر خوب گڑگڑا کر توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ آیندہ کبھی بھی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یوں دستگیری فرمائی کہ بالکل صحیح وقت پر گھر ہی میں بہت سہولت سے مکمل تندرست بچی پیدا ہوئی۔

میں نے ہمیشہ اپنے اور گھر والوں کے علاج کے سلسلہ میں بہت اونچے علاج سے احتراز کیا ہے، بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ظہور اس طرح ہوا کہ گھر کے کسی فرد کو کسی مرض کے بہت شدید حملہ میں ڈاکٹر نے فوراً ہسپتال لے جانے کو کہا، میں نے ہومیوپیتھی کی ہلکی پھلکی دواء دے دی، اللہ تعالیٰ نے اسی

سے شفاء عطاء فرما دی، ہسپتال کی مصیبت سے بچا لیا، ایک بار گھر والوں کا مرض بہت شدید و مدید ہو گیا، ان کی دل جوئی اور احباب کے اصرار کی وجہ سے کسی بہت اونچے اسپیشلسٹ ڈاکٹر کا علاج شروع کیا، پہلی ہی خوراک سے مرض کا شدید دورہ پڑا، اس علاج سے توبہ کی، اور اونچے علاج کے عذاب سے نجات پر اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کیا، پھر کسی معمولی دواء سے فائدہ ہو گیا۔

ایک بار ایک ڈاکٹر نے قیمتی دوائیں لکھ دیں، میں نے دوائیں خریدنے کی بجائے اتنی رقم دار الافتاء میں داخل کر دی۔

طبیب کی صلاحیت اور دواء کی خاصیت سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، حضرت رُومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

چون قضا آید طبیب ابلہ شود
آن دَوا در نفع خود گمرہ شود
از قضا سرکنگبین صفرا فزود
روغنِ بادام خشکی می نمود
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت
آب آتش را مدد شد ہمچو نفت

اللہ چاہے تو طبیب کی عقل سلب کر لے۔ مرض کی صحیح تشخیص یا دواء کی صحیح تجویز نہ کر سکے، اگر مرض کی تشخیص بھی صحیح اور دواء کی تجویز بھی صحیح ہو گئی تو دواء کو ریورس گیئر لگا دے، نفع کی بجائے نقصان کرنے لگے۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے یہ مضمون نماز عصر کے بعد بیان فرمایا تھا، اس کے اختتام پر ارشاد فرمایا:

"ابھی نمازِ عصر سے قبل یہ مضمون میرے ذہن میں تھا، اسی

حالت میں نماز کے لئے آ گیا، نماز میں خیال آیا کہ تو نے اونچے علاج سے فائدہ نہ ہونے یا فائدہ کی بجائے نقصان ہونے کی صورت میں یہ تجویز کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور دو رکعت نفل شکرانہ کے پڑھیں، تو نے خود بھی اس پر عمل کیا ہے یا نہیں؟

سوچنے پر یہ جواب ملا کہ دل اور زبان سے اداءِ شکر کی توفیق تو بحمد اللہ ملتی رہی ہے، مگر شکرانہ کے دو رکعت نفل پڑھنا یاد نہیں، اس لئے نماز ہی میں عزم کر لیا کہ مغرب تک زندہ رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ مغرب کے بعد نفل پڑھوں گا، عصر کے بعد نفل نماز مکروہ ہے ورنہ ابھی پڑھ لیتا۔

میں بحمد اللہ تعالیٰ ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہوں کہ جس چیز کی دوسروں کو تبلیغ کرتا ہوں پہلے خود اس پر عمل کروں۔"

(۳۵) مصلحت کی خاطر شریعت کی خلاف ورزی اسلام کی تحریف ہے:

ارشاد: اس دورِ فتن کا ایک بہت بڑا فتنہ یہ ہے کہ شریعت کے احکام و مسائل کو مصالح کے تابع کر کے شریعت میں تحریف کی جا رہی ہے مصالح کے تحت حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنایا جا رہا ہے۔ دوسروں کو دیندار بنانے کی مصلحت سے اُن کے ساتھ بدعات و منکرات میں شرکت کی جا رہی ہے۔

اسی طرح جامعاتِ اسلامیہ کے منتظمین جامعہ کی مصلحت کے لئے حکمِ شریعت کے خلاف کام کر لیتے ہیں، درحقیقت تو جامعہ دین کی حفاظت کے لئے ہے، مگر یہ جامعہ کی حفاظت پر دین کو بھینٹ چڑھا دیتے ہیں، اور نادان دوست کی

طرح یہ نہیں سوچتے کہ یہ جامعہ کی حفاظت کا ذریعہ نہیں بربادی کا سامان ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر سیاسی مولویوں نے تو سیاست ہی کو معبود بنا لیا ہے، سیاسی مصلحت سے جب چاہیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیں، ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ احکام تو کوئی چیز ہیں ہی نہیں، بس ان کا اللہ تو صرف سیاست ہی ہے، اللہ کا بندہ تو یوں کہتا ہے:

> **"مسائل کے سامنے مصالح کو مصالحہ کی طرح پیس ڈالو،**
>
> مصالحہ کو جتنا زیادہ پیسا جاتا ہے سالن اتنا ہی زیادہ لذیذ بنتا ہے۔"

مصلحت صرف یہی ہے کہ ہر حالت میں صرف اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کرو۔

یاد رکھئے! کسی بھی مصلحت کی خاطر خواہ دوسروں کو تبلیغ کرنے اور ان کو دین کی طرف مائل کرنے کی مصلحت ہو یا کسی دینی ادارہ کی مصلحت ہو یا کوئی سیاسی مصلحت ہو، کسی صورت میں بھی کسی بدعت اور گناہ کا ارتکاب اور حکمِ شریعت سے انحراف سخت بے دینی والحاد ہے اور دینِ اسلام کی تحریف ہے۔

اس کا مدلّل ومفصّل بیان میرے رسالہ "سیاستِ اسلامیہ" میں ہے۔

یہ رسالہ "احسن الفتاویٰ" جلد ۶ کتاب الجہاد میں ہے اور مستقل بھی شائع ہو چکا ہے۔

۳۶ کسی مسئلہ میں علماء کے اختلاف کی اشاعت جائز نہیں:

ارشاد: جس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہو اس کی عام اشاعت جائز نہیں، اس لئے کہ عوام اختلافِ علماء کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں، اور حُدود سے تجاوز کر جاتے ہیں، اس سے انتشار پیدا ہوتا ہے، جو علماء سے بدظنی کا ذریعہ

اور دین سے بیزاری و نفرت کا سبب بنتا ہے، اس لئے مسائلِ اختلافیہ کو صرف علماء ہی تک محدود رکھنا ضروری ہے، اور ان کی اشاعت کے لئے صرف خالص علمی کتابوں ہی تک تحدید لازم ہے۔

ایک بار ماہنامہ "بینات" میں مشینی ذبیحہ سے متعلق دو متضاد فتاوی شائع ہوئے۔ ادارہ کی طرف سے دونوں مضمون میری طرف ارسال کر کے کہا گیا:

> "اس سے متعلق اپنا فیصلہ مدلّل تحریر کریں، جو "بینات" میں شائع کیا جائے گا۔"

میں نے کہا:

> "اس طرح میں اس سے متعلق کچھ نہیں لکھوں گا، متضاد فتاوی کی عوام میں اشاعت مضر ہے، اس لئے اس مسئلہ پر علماء کی مجلس غور کرے، اگر اتفاق ہو جائے تو متفقہ فیصلہ "بینات" میں شائع کیا جائے، ورنہ یہ بحث صرف علماء ہی تک محدود رہے۔"

مجھے جب صبح صادق سے متعلق عام غلطی کا علم ہوا تو اس وقت میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے دوسرے علماء کے سامنے پیش کرتا ہوں، اگر سب کا اتفاق ہو گیا تو سب کی تصدیق سے اس کی عام اشاعت ہوگی ورنہ میں عوام میں اس کا قطعاً اظہار نہ کروں گا، صرف خواص کو نمازِ فجر میں احتیاط کا مشورہ دیتا رہوں گا۔

چنانچہ میں نے پہلے ماہنامہ "بینات" کے ذریعہ تمام علماء کو اس سے متعلق اظہار رائے کی اس طرح دعوت دی:

> "اگر کسی عالم کو اس تحقیق سے اختلاف ہو تو مجھے مطلع فرمائیں۔"

کسی نے بھی مجھے کچھ نہ لکھا تو میں نے اسے "مجلسِ تحقیق مسائلِ حاضرہ" میں پیش کیا، اور مجلس کے متفقہ فیصلہ کے بعد مجلس کی طرف سے اسے شائع کیا۔

مجلس کے مشاہدات اور فیصلوں کی تفصیل میری کتاب "صبح صادق" میں ہے، جسے "احسن الفتاویٰ" جلد ۲ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد جب دوسرے علماء کی طرف سے رجوع اور مخالفت کی اشاعت ہونے لگی تو میں نے اعلان کر دیا:

> "کسی مسجد میں کسی ایک نمازی کو بھی میرے نقشہ پر اعتراض ہو تو میرا نقشہ مسجد سے ہٹا دیا جائے، ہمارا کام مسئلہ بتانا ہے منوانا نہیں۔"

㊲ عالَمِ اسلام کی فلاح و بہبود کی دُعاء ہر مُسلمان پر فرض ہے:

ارشاد: پورے عالَمِ اسلام کی فلاح و بہبود اور پاکستان کے استحکام اور اس میں صالح اقتدار کے قیام کے لئے دُعاء کا معمول بنانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ اس بارہ میں حسبِ استطاعت کوشش کرنا فرضِ عین ہے، اور دُعاء کی استطاعت ہر شخص کو ہے، اس لئے اگر کسی نے دُعاء میں غفلت کی تو بروزِ قیامت اس سے متعلق سوال ہوگا۔

میں روزانہ یوں دُعاء کرتا ہوں:

> "یا اللہ! تو پاکستان اور پورے عالَمِ اسلام کے دشمنوں کو تہس نہس اور تباہ و برباد فرما، مقہور، مغلوب، مردود، مطرود فرما، ان کی صفوں میں انتشار و اختلاف پیدا فرما۔
>
> یا اللہ! تو اسلام اور پورے عالَمِ اسلام کو فتح و نصرت اور غلبہ عطاء فرما، آپس میں محبت اور اتفاق و تعاون کی نعمت عطاء فرما، اختلاف کے عذاب سے نجات عطاء فرما، تمام دنیا کے

مسلمانوں کو اعتقاداً، قولاً، عملاً اپنی مرضی کے مطابق پکّے اور سچّے مسلمان بنا، ترکِ سیئات کی توفیق عطاء فرما۔

یا اللہ! پاکستان کو استحکام عطاء فرما، دن دگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرما، اندرونی و بیرونی دشمنوں کو مقہور و مغلوب فرما۔

یا اللہ! ہمیں اقرار و اعتراف ہے کہ بے دینی کا اقتدار ہماری سیئات کی وجہ سے ہم پر عذاب ہے، یا اللہ! تو ہماری سیئات سے درگزر فرما، اور اپنی رحمت سے صالح اقتدار عطاء فرما۔

یا اللہ! پاکستان میں صالح اقتدار قائم کرنے کے بارہ میں میرے اندر کسی قِسم کی کوئی صلاحیّت ہو اور میں نے اسے برُوئے کار لانے میں غفلت کی ہو تو اسے معاف فرما، اس کے وبالِ دنیوی و عذابِ اُخروی کو اپنی رحمتِ واسعہ سے خیرِ کثیر سے بدل دے۔

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (۲۵-۷۰)

"اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔"

کی فہرست میں داخل فرما۔

یا اللہ! آیندہ کے لئے میرے اندر ایسی کوئی صلاحیّت تیرے علم میں ہو تو اس کا میرے قلب میں القاء فرما، اور اس کو بأحسنِ وجوہ انجام دینے کی توفیق عطاء فرما، آسان فرما، قبول فرما، مثمر و منتج بنا، اس میں برکت عطاء فرما، عملِ قلیل میں نفعِ کثیر عطاء فرما۔"

یہ دُعاء میرا روزانہ کا دائمی معمول ہے۔

(۳۸) غیر اللہ سے حاجت کا پورا ہو جانا علامتِ عذاب اور نہ ہونا علامتِ رحمت ہے:

ایک بار حدیث:

وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ.

"جو شخص غیر اللہ سے مستغنی رہنا چاہے، اللہ اسے مستغنی رکھے گا اور جو غیر اللہ کی احتیاج سے بچنا چاہے اللہ اسے بچائے گا۔"

پر بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"معلوم نہیں مولویوں کو اللہ تعالیٰ کے ان صریح فیصلوں اور وعدوں پر کیوں اعتماد نہیں؟ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ مذکور ہے کہ جو غیر سے مستغنی بن کر رہنا چاہے ہم اس کو مستغنی کر کے رکھیں گے۔

ایک مدرسہ کا سفیر میرے پاس آیا، میں نے اسے حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کا وعظ "تأسیس البنیان علیٰ تقوی من اللہ و رضوان" پکڑا کر کہا: ـــــ "اس کا مطالعہ کیجئے۔"

اس نے کہا: ـــــ "یہاں نہیں پڑھوں گا، گھر جا کر پڑھوں گا۔"

میں نے پوچھا: ـــــ "کیوں؟"

فرمانے لگے:

"یہاں پڑھوں گا تو چندہ مانگنے کی ہمت ٹوٹ جائے گی۔"

اس سے ثابت ہوا کہ انہیں غیر اللہ کے دروازوں کی خاک چھاننے ہی میں مزا آتا ہے۔

ایک اور سفیر کو میں نے چندہ کا دھندا چھوڑنے کی تبلیغ کی تو اُس نے کہا:

"چندہ مانگنا چھوڑ دیں تو دین کے کام کیسے چلیں گے؟"

میں نے کہا:

"یہاں "دارالافتاء، والارشاد" میں بغیر چندہ کے کیسے کام چل رہا ہے؟"

★ اب تو اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کو دنیوی مال و دولت سے بھی اتنا نوازا ہے کہ "دارالافتاء، والارشاد" کے پورے مصارف خود برداشت کرنے کے علاوہ دوسرے دینی اداروں کو بھی بہت بھاری رقوم دے رہے ہیں، اُس زمانہ میں اتنی وسعت نہ تھی، محض توکل ہی پر سب کام چل رہے تھے ★

اس کا جواب سنئے، فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ تو صرف آپ کے ساتھ خاص ہے۔"

میں نے کہا:

"یہ تو کلمۂ کفر ہے، فوراً توبہ کیجئے، وہ تو فرماتے ہیں:

"میں رب العالمین ہوں۔"

اور آپ کا عقیدہ معاذ اللہ! یہ ہے:

"وہ صرف رب الرشید ہی ہے۔"

رمضان میں تو چندہ مانگنے والوں کی ایسی یورش ہوتی ہے بالخصوص کراچی پر تو ایسا دھاوا بولتے ہیں کہ ان سے جان بچانے کے لئے دوکاندار کہیں چھپ کر بیٹھتے ہیں۔ میں نے ایک بار ایک مولوی صاحب کو رمضان میں دوکان سے جُوتا لانے بھیجا، انہوں نے جا کر ملازم سے پوچھا:

"حاجی صاحب کہاں ہیں؟"

ملازم نے جواب دیا: —— "نہیں ہیں۔"

مولوی صاحب نے میرا نام لیا تو ملازم نے ایک چھوٹے سے کمرے کی طرف اشارہ کرکے کہا: —— "اس کمرے میں ہیں۔"

یہ حقیقت خوب سمجھ لیجئے کہ اگر غیر سے سوال نہیں کیا گیا مگر قلب میں غیر اللہ سے کچھ ملنے کا میلان پیدا ہوگیا تو غیر کے قلب پر اس کا بھی یہ اثر پڑتا ہے کہ اس کے قلب سے اس کی وقعت جاتی رہتی ہے۔

اگر غیر اللہ سے سوال یا اس کی طرف میلان کے بعد کسی کی حاجت پوری ہوگئی تو وہ دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر استغفار کرے اور اگر وہاں سے کچھ نہ ملا تو دو رکعت شکرانہ کے طور پر پڑھے کہ یا اللہ! تیرا بڑا ہی کرم ہے کہ غیر کے دروازہ سے بچالیا، ورنہ اگر یہاں سے مل جاتا تو پھر کسی دوسرے دروازہ کی طرف نظر جاتی، اس طرح دربدر دھکّے کھانے پڑتے۔"

اس پر حضرت والا نے ایک بہت ہی عجیب قصّہ بیان فرمایا، جو مروّجہ طریقہ سے چندہ مانگنے والوں کے لئے نسخۂ اکسیر کیمیا تأثیر کا درجہ رکھتا ہے، ارشاد فرمایا:

"ایک بار رمضان میں ایک مولوی صاحب پنجاب سے میرے ہاں آگئے، کہنے لگے:

"اپنے مدرسہ کے لئے چندہ مانگنے آیا ہوں، آپ کے ہاں قیام کروں گا، آپ اس بارہ میں میری اعانت کریں، اہلِ ثروت

کے ہاں سفارش کر دیں۔

میں نے کہا:

"میں تو کسی کی جائز کام میں بھی سفارش نہیں کرتا اور اس طریقہ سے چندہ مانگنے کو تو میں حرام سمجھتا ہوں، اس کے لئے کیسے سفارش کروں؟ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔"

انہوں نے کہا: ——— "میں استخارہ کر کے آیا ہوں۔"

میں نے انہیں قیام کی اجازت دے دی، حالانکہ میں کسی ایسے شخص کو دارالافتاء میں قیام کی ہرگز اجازت نہیں دیتا جو چندہ کی غرض سے آیا ہو خواہ وہ میرا کتنا ہی پُرانا شناسا ہو، مگر میں نے انہیں اجازت دے دی۔ درحقیقت منجانب اللہ اس ذریعہ سے ان کی ہدایت مقدر تھی، منجانب اللہ مجھے یقین تھا کہ انہیں کراچی سے کچھ نہیں ملے گا، شاید اس سے انھیں سبق حاصل ہو جائے۔

چنانچہ میں نے اُن سے کہا:

"ایک آپ کے استخارہ کی برکت، دوسری ہمارے حضرت قدس سرہ کی خانقاہ میں قیام کی برکت، تیسری میری حرکت۔ خانقاہ اور استخارہ کی برکت اور میری حرکت سے اللہ تعالیٰ آپ کی یقیناً دستگیری فرمائیں گے، اور وہ اس طرح کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو کراچی سے ایک پائی بھی چندہ میں نہیں ملے گی۔"

اب اللہ تعالیٰ کی [illegible] سُنئے، پہلے دن چندہ مانگنے جانے لگے تو میں نے پھر ان سے کہا:

"اِن شاء اللہ تعالیٰ ایک پائی بھی نہیں ملے گی۔"

وہ بیچارے دن بھر دھکّے کھاتے رہے، شام میں مجھے شدّت سے انتظار

کہ انہیں کچھ ملتا ہے یا نہیں۔

چنانچہ وہ آئے، پوچھنے پر بتایا: ——— "کچھ نہیں ملا۔"

میں نے کہا:

"الحمدللہ! پھر کہتا ہوں اِن شاء اللہ تعالیٰ ایک پائی بھی نہیں ملے گی۔"

مگر انہیں کہاں یقین آئے، دوسرے دن پھر مانگنے کے لئے کمر باندھی اور نکل گئے، اب مجھے پھر انتظار کہ کیا ہوتا ہے۔

شام میں آکر بتایا: ——— "کچھ نہیں ملا۔"

میں نے کہا:

"الحمدللہ! اِن شاء اللہ تعالیٰ ایک پائی بھی نہیں ملے گی۔"

وہ پھر بھی نہ مانے، تیسرے روز بھی چلے گئے، شام میں واپس آئے تو میں نے کہا: ——— "سُنائیے۔"

کہنے لگے:

"آج تو بہت ہی ذلیل ہوا، میں نے مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی سے ایک سیٹھ کی طرف سفارشی پرچہ لکھوایا، جب میں اس کی دُکان میں داخل ہونے لگا تو دور ہی سے وہ سیٹھ زور سے چلّایا:

"او سوشلسٹ! نکل یہاں سے۔"

میں نے دل میں سوچا کہ ذرا اور آگے بڑھوں، مولانا کا خط میرے پاس ہے، انہیں کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے (مولانا اس زمانہ میں سوشلزم کے خلاف صفِ اوّل میں تھے۔ جامع) جیسے ہی میں نے مولانا کا سفارشی پرچہ دکھایا اس نے بہت غصہ سے پھاڑ کر

زور سے دور پھینک دیا اور پھر وہی بات بہت غصہ سے دہرائی:

"چل نکل یہاں سے سوشلسٹ۔"

میں نے کہا:

"الحمدللہ! ان شاء اللہ تعالیٰ ایک پائی بھی نہیں ملے گی۔"

مگر میرے بار بار کہنے اور اتنی ذلت اٹھانے کے باوجود ان کو عبرت نہ ہوئی اور چوتھے روز بھی چل نکلے، شام میں آئے، میں تو پہلے ہی سے ان کا حال سننے کو منتظر تھا کہ اُن پر آج کیا گزری؟ دیکھا تو مُنہ اُترا ہوا، چہرہ مُرجھایا ہوا، کہنے لگے:

"آج تو اتنا ذلیل ہوا ہوں کہ بس چندہ مانگنے سے میں نے توبہ کرلی۔"

اب وہ اپنا قصہ بتانے لگے، میں نے کہا:

"ذرا ٹھہریئے، آپ نے بہت بڑے گناہ سے توبہ کی ہے، اس کا اعلان مجمع میں کریں، تاکہ وہ لوگ آپ کی توبہ پر گواہ بن جائیں۔"

میں نے چند دوستوں اور یہاں کے طلبہ کو جمع کرلیا، پھر اُن مولوی صاحب سے کہا کہ اب بتائیے، کہنے لگے:

"آج ایک کروڑوں پتی سیٹھ سے ملاقات ہوگئی، جو میرا تبلیغی بھائی ہے، جیسے ہی اس پر میری نظر پڑی فوراً خیال آیا کہ بس یہاں سے تو اتنا ملے گا کہ سارے ہی جھگڑے ختم ہو جائیں گے، کیونکہ وہ بہت بڑا تبلیغی ہے، علاوہ ازیں میرا گہرا دوست اور تبلیغی ساتھی ہے، ہم دونوں غیر ممالک میں تبلیغ میں بہت عرصہ تک اکٹھے رہے ہیں۔

میں نے انھیں مدرسہ کے لئے چندہ دینے کی ترغیب دی۔

انہوں نے کہا : ــــــ "آپ افطاری ہمارے ہاں کریں"۔

میں نے اس نیت سے قبول کرلی کہ کچھ نہ کچھ تو ضرور دیں گے ہی، افطاری کرائی، کھانے سے فراغت کے بعد میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ شاید جیب سے ہزاروں روپے کا چیک نکالیں گے مگر وہ اللہ کا بندہ ہاتھ ہی نہیں ہلا رہا۔ بالآخر مایوس ہوکر میں نے کہا :

"اس وقت 'دار الافتاء والارشاد' پہنچنے کا کیا طریقہ ہے؟"

چونکہ وہ بہت بڑا مالدار ہے، دروازہ پر تین چار کاریں کھڑی رہتی ہیں، اس لئے دار الافتاء پہنچنے کا طریقہ دریافت کرنے سے میری نیت یہ تھی کہ یہ مجھے اپنی گاڑی پر چھوڑ آئے گا مگر اس نے دوستی وغیرہ کا کچھ خیال نہ کیا اور کہا :

"باہر سے کوئی رکشا پکڑ لیجئے"۔

اس ذلت کے بعد میں چندہ مانگنے سے توبہ کرتا ہوں"۔

اس کے بعد وہ اپنے گھر واپسی کی تیاری کرنے لگے، میں نے کہا :

"آپ گناہ کی حالت میں چند روز میرے پاس رہے ہیں اب توبہ کے بعد پاک ہوکر بھی چند روز قیام فرمائیں"۔

مگر وہ مزید قیام پر آمادہ نہ ہوئے۔ چونکہ وہ رمضان کے پورے مہینے کے لئے بزعم خویش اس "جہاد" پر نکلے تھے اس لئے انہوں نے اپنے لباس کے دو جوڑے دھوبی کو دُھلنے دے دیئے تھے، میں نے کہا :

"دھوبی سے کپڑے تو لے کر جائیں"۔

کہنے لگے : ــــ "آپ یہ جوڑے دھوبی سے منگوا کر طلبہ کو دے دیں"۔

چندہ کرنے آئے تھے مگر اپنے بدن کے کپڑے بھی چھوڑ گئے، گھر جب ک

بہت امتنان اور شکریہ کا خط لکھا جس میں یہ بھی تحریر تھا:

"یہاں آکر اعتکاف بیٹھ گیا ہوں، آپ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے کئی سالوں کے بعد اعتکاف کی دولت سے نوازا ہے"۔

میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے میرے ذریعہ ان مولوی صاحب کو ہدایت دی اور چندہ مانگنے کے گناہ سے توبہ کی توفیق عطاء فرمائی"۔

۳۹ صدرِ امریکہ حاضری کی درخواست کرے تو:

حضرتِ والا کی نوعمری میں ایک شخص نے آپ سے کہا:

"امریکہ کا صدر آیا ہوا ہے، بہت لوگ دیکھنے جارہے ہیں آپ بھی چلیں"۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"کافر کی زیارت کو جانا حرام ہے اس لئے میں نہیں جاسکتا، ہاں صدرِ امریکہ کو مجھ سے ملنے کی خواہش ہو اور وہ اس کی درخواست کرے تو میں اس کی درخواست فوراً قبول نہیں کروں گا، بلکہ غور کروں گا، اگر اس کی مجھ سے ملاقات سے اس کے ایمان لانے کی توقع ہو تو اجازت دوں گا ورنہ نہیں"۔

۴۰ دینی کاموں میں بھی غیر اللہ سے استغناء:

ایک بار حضرتِ والا کے ایرانی متوسلین نے آپ کو ایران تشریف لانے کی دعوت دی، معلوم ہوا کہ ایران کے لئے این او سی مشکل سے ملتا ہے، اس لئے

حضرتِ والا سے اجازت لئے بغیر ایک صاحب بغرض سفارش ایک لیڈی ڈاکٹر کے پاس چلے گئے، جو اس وقت کے وزیر اعظم کی رشتہ دار تھیں۔

لیڈی ڈاکٹر نے حضرتِ والا سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کیا اور این او سی دلانے کی پیشکش کی۔ حضرتِ والا نے اسے منع فرمادیا، اور جو صاحب ان کے پاس سفارش کے لئے گئے تھے انہیں فہمائش اور تنبیہ فرمائی کہ وہ سفارش کرانے کیوں گئے؟

لیڈی ڈاکٹر نے مختلف اوقات میں متعدد بار بذریعہ ٹیلیفون پیشکش کی اور بالآخر خود حضرتِ والا کے مکان پر حاضر ہو کر یہ خدمت انجام دینے کی درخواست کی مگر حضرتِ والا نے انکار فرمادیا۔

حضرتِ والا کے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد صاحب حضرتِ والا کی معیّت میں ایران جانا چاہتے تھے، حضرت نے اُن سے فرمایا:

> ”آپ براہِ راست متعلقہ محکمہ کے دفتر میں چلے جائیں، اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہمارے اس سفر میں اہلِ ایران کا کوئی معتد بہ دینی نفع ہے تو بدوں سفارش ہی کام ہو جائے گا، ورنہ ہم نہیں جائیں گے، میں نے استخارہ کر لیا ہے اس کے بعد منجانب اللہ جو کچھ بھی ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ بہتر ہی ہوگا۔“

صاحبزادہ دفتر میں گئے تو دیکھا کہ درخواست دہندگان کی بہت لمبی قطار ہے، ہر درخواست دہندہ سے افسر بہت پیچیدہ سؤالات کر رہا ہے اور اکثر درخواستیں رد کر رہا ہے، جس کی درخواست قبول کرتا ہے اسے سرٹیفکیٹ دینے کے لئے بہت لمبی تاریخ دے رہا ہے، مگر صاحبزادہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہی انہیں افسر نے بدوں کسی تعارف کے فوراً اپنے پاس بلالیا اور بدوں کسی سؤال کے درخواست قبول کر کے کہا:

"آپ کل سرٹیفکیٹ لے جائیں، قطار میں نہ لگیں بلکہ سیدھے میرے پاس آجائیں"۔

(۴۱) آلاتِ علم کا احترام اور قدرِ نعمت :

ارشاد: میں کاغذ کو ضائع ہونے سے بچانے کا بہت اہتمام کرتا ہوں، طلبہ امتحان کے پرچوں میں بہت سا کاغذ خالی چھوڑ دیتے ہیں، اسے کاٹ لیتا ہوں، ڈاک اور دستی پرچوں میں کاغذ کا کوئی حصہ خالی نظر آئے تو اسے کاٹ کر محفوظ رکھ لیتا ہوں، جو زیرِ تحریر تحقیقاتِ علمیہ کی یادداشت لکھنے کے کام آجاتا ہے۔ مختلف مضامین کی فوٹو کاپیاں بکثرت آتی ہیں جن کی ایک جانب خالی ہوتی ہے وہ طلبہ کو دے دیتا ہوں تاکہ تمرینِ افتاء کی تحریرات وتخریجِ فرائض وفلکیات کے حساب میں استعمال کریں۔

کاغذ علومِ اسلامیہ کے ضبط وحفاظت کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑی نعمت ہے، اس کا احترام بہت ضروری ہے، اسے ضائع کرنا اس کی بے حرمتی اور نعمت کی ناقدری ہے۔

(۴۲) متعلقاتِ کتاب کا ادب :

ارشاد: کتاب کے ساتھ جو چیز بھی لگ جاتی ہے، مثلاً جس کاغذ میں کتاب لپیٹی گئی، کتاب باندھنے کی ڈوری، کتاب میں بغرضِ نشان رکھا ہوا کاغذ کا پرزہ وغیرہ، میں ان سب کا احترام کرتا ہوں، کوڑے میں نہیں پھینکتا، بلکہ جلانے کے لئے جمع کرنے کی ٹوکری میں ڈالتا ہوں۔

(۴۳) دین پر استقامت کی برکت سے اہل سیاست کی الزام تراشی سے حفاظت:

حضرتِ والا نے جب سوشلزم کی مخالفت کی اور اس مقصد کے لئے تحریری اشاعت کے علاوہ پاکستان کے مغربی و مشرقی دونوں حصوں کا دورہ کیا تو سوشلزم کے حامیوں نے دشنام طرازی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، مگر اس کے باوجود بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس پر کوئی الزام نہ لگا سکے اور کوئی عیب تلاش نہ کر سکے، جبکہ اہلِ سیاست کو الزام تراشی و عیب جوئی میں خصوصی مہارت ہوتی ہے۔

اس بارہ میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

> "جو شخص ایمان کے امتحان اور فتنہ کے زمانہ میں بھی ہر قدم پر صرف اپنے مالک کی رضا کو ہر وقت پیشِ نظر رکھتا ہے اور اسے ہر چیز پر مقدم رکھتا ہے، ہر حال میں احکامِ شرع اور حدود اللہ پر قائم رہتا ہے، دنیا کا کوئی تعلق، کوئی مروّت، کوئی طمع، کوئی خوف اس کی استقامت میں بال برابر بھی لچک پیدا نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ ایسے فتنوں کے زمانہ میں مخالفین کے غلط الزامات سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔
>
> یہ مجھ پر میرے ربِّ کریم کا بہت بڑا کرم ہے، فتنوں کے ایسے طوفان میں دین پر استقامت صرف اسی کے کرم کی دستگیری ہے اور الزامات سے حفاظت بھی محض اسی کا کرم ہے، میں اسے سوچ کر اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتا ہوں۔"

۴۴ جہاد نسخۂ شباب:

ارشاد: مجھے کبھی بلا ضرورت سیاحت برائے سیاحت کا شوق نہیں ہوا۔ دارالعلوم دیوبند میں تحصیلِ علم کے دوران ایک بار حضرت مدنی قدس سرّہ لاہور میں مدعو ہوئے، بہت سے طلبہ بھی لاہور جانے کو تیار ہو گئے، میں بھی تیار ہو کر ریلوے پلیٹ فارم پر پہنچ گیا، وہاں جا کر سوچا:

> ”جانے سے مقصد اگر حضرت مدنی مدّظلہ کا بیان سُننا ہے تو اس سے ہم یہیں رہ کر بھی منتفع ہو سکتے ہیں، اور اگر لاہور دیکھنا مقصود ہے تو شہر سب ایک ہی جیسے ہوتے ہیں، بازار ہو گا، دو رویہ دوکانیں ہوں گی، رات میں بجلی کی رنگینیاں ہوں گی، کشادہ سڑکیں اور بلند و بالا عمارتیں ہوں گی، کہیں کچھ تفریح گاہیں ہوں گی۔“

بس میں نے پلیٹ فارم پر بیٹھے بیٹھے تصوّر ہی تصوّر میں لاہور اور اس کی رنگینیاں سب کچھ دیکھ لیا اور وہیں سے واپس دارالعلوم پہنچ گیا۔

جب دماغی مشاغل کی کثرت کے باعث باسٹھ سال کی عمر کے بعد غیر معمولی ضعف لاحق ہو گیا اور ڈاکٹروں نے روزانہ کچھ وقت تفریح کے لئے نکلنے کا مشورہ دیا تو میں نے اس پر عمل کیا۔

ابتداء میں خیال آیا کہ میں تو اکثر یہ شعر پڑھا کرتا ہوں ؎

ستم ست گر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن درا
تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن درا

”اگر ہوس تجھے سرو و سمن کی سیر کے لئے کھینچے تو یہ ظلم ہے،

تو خود غنچہ سے کم نہیں پیدا ہوا، اپنے دل کا دروازہ کھول اور چمن میں پہنچ جا۔"

اور اب خود اس کے خلاف کرنا شروع کر دیا۔

غور کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ القاء فرمایا کہ شعر مذکور میں اس سیر و تفریح سے منع کیا گیا ہے جو ہوسِ نفس کے باعث ہو، اور میرا یہ عمل دین و رضائے مالک کی خاطر ہے۔

باغ میں جا کر خود بھی یہ دُعا، پڑھتا ہوں اور ساتھ جانے والے طلبہ کو بھی اس کی تلقین کرتا ہوں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْعُلَمَاءِ الَّذِیْنَ بَشَّرْتَھُمْ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِہٖ "نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ وَنَفَسُہٗ تَسْبِیْحٌ"۔ (کشف الخفاء)

"یا اللہ! ہمیں ان علماء کی فہرست میں داخل فرما لے جن کو تو نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک کے ذریعہ یہ بشارت دی ہے کہ عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کا سانس لینا تسبیح ہے۔"

عالم کے سونے اور سانس لینے کی یہ فضیلت اس لئے ہے کہ یہ نعمتیں مروّح و مفرّح و مسکّن ہیں، جسم اور دماغ میں تازگی آئے گی تو خدمتِ دین کا کام زیادہ ہوگا، یہی خاصیت باغ کی سیر میں بھی ہے، اس لئے اس پر بھی وہی اجر و ثواب ہے جبکہ خدمتِ دین میں مستعدی کی نیت سے ہو۔

★ ★ ★ ★ ★

حضرتِ اقدس نے اس زمانہ میں اپنے حالات کے مطابق ایک وعظ

فرمایا تھا جو ”گلستانِ دل“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے پھر اس سے اٹھارہ سال بعد اسّی برس کی عمر میں اس وعظ کا پس منظر خود تحریر فرمایا جو ھدیۂ ناظرین ہے؛

زحمت ذریعۂ رحمت بن گئی؛

اللہ تعالیٰ بسا اوقات اپنے کسی بندہ کو کسی بہت بڑے انعام سے نوازنا چاہتے ہیں تو اسے کسی تکلیف و زحمت میں مبتلا فرما دیتے ہیں جو در حقیقت کسی بہت بڑی رحمت کا پیش خیمہ ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو بادشاہ بنانا منظور ہوا تو بطورِ پیش خیمہ بھائیوں کے ذریعہ کنویں میں پھنکوا دیا اس شانِ ربوبیت کو حضرت یوسف علیہ السّلام یوں بیان فرماتے ہیں:

اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۝ (۱۲-۱۰۰)

”بے شک میرا رب تدبیر کرتا ہے جو چاہتا ہے، بے شک وہی ہے خبردار حکمت والا۔“

میں نے دارالعلوم دیوبند میں جہاد کی تربیت پائی تھی اور بفضل اللہ تعالیٰ اس میں مہارت حاصل کرلی تھی، دارالعلوم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک میں نے یہ مشق جاری رکھی اور طلبہ کو بھی جہاد کی تربیت دیتا رہا مگر یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا لیکن اللہ تعالیٰ کو جہاد کی خدمت لینا منظور تھا، اس طرف لگانے کی یہ تدبیر پیدا فرما دی کہ باسٹھ سال کی عمر ہونے پر ضعفِ اعصاب کے عوارض میں مبتلا کر دیا اور بغرضِ علاج روزانہ تفریح کے لئے نکلنے کا معمول جاری کروا دیا، پھر چند ہی روز بعد یہ خیال دل میں ڈالا کہ خدماتِ دینیہ کے اوقات سے جو وقت کاٹ کر تفریح میں لگاتا ہوں وہ تربیتِ جہاد میں کیوں نہ لگاؤں، قلب وقالب دونوں کی تفریح وتقویت کے لئے جہاد جیسی کوئی

چیز نہیں، دین کا بہت اہم فریضہ بھی اور جسم وجان دونوں کی تفریح وتقویت کا سامان بھی، چنانچہ میں نے پھر سے جہاد کی مشق اور طلبہ کو جہاد کی تربیت دینے کا سلسلہ شروع کر دیا، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے عوارضِ جسمانیہ سے ایسی شفاءِ کُلّی عطاء فرما دی کہ گویا یہ عوارض کبھی ہوئے ہی نہیں تھے اور بہت بڑا کرم یہ کہ پوری دنیا میں جہاد کا کام لے رہے ہیں، اپنی رحمت سے اس خدمت کو قبول فرمائیں اور پوری دنیا میں حکومتِ الٰہیہ قائم کرنے کا ذریعہ بنائیں:

اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بالخصوص علماءِ کرام ومشایخِ عظام کو جہاد کا فرض ادا کرنے میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق عطاء فرمائیں اور ترکِ جہاد پر دُنیوی واُخروی عذاب سے بچنے کی فکر عطاء فرمائیں، غفلت کی صورت میں عوام کی بے التفاتی کا وبال اور عذاب ایسے علماء ومشایخ پر بھی ہوگا:

وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَیُسْئَلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۝ (۲۹-۱۳)

”اور وہ یقیناً اپنے بوجھ کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور بروزِ قیامت اپنی من گھڑت باتوں کے بارہ میں ضرور سوال کئے جائیں گے۔“

ان کا عِلم کمال نہیں بلکہ ان پر وبال ہے ؎

من این عِلم وفراست باپرِ کاهی نمی گیرم
کہ از تیغ وسپر بیگانہ سازد مردِ غازی را
بغیرِ نرخ این کالا بگیری سُود مند اُفتد
بضربِ مؤمنِ دیوانہ دہ اِدراک رازی را

”میں ایسے علم وفراست کو جو مردِ غازی کو تیغ وسپر سے بیگانہ کردے خشک گھاس کی ایک پتی کے عوض بھی خریدنے کو تیار نہیں، تو دنیا بھر کے خزانے لٹا کر اس دولت کو حاصل کرلے تو بھی یہ سودا سستا ہے، مؤمن دیوانہ کی ضرب سے ان مولویوں کو بھی ایک سبق پڑھا دو جو بزعمِ خود امام رازی بنے بیٹھے ہیں۔“

جو علماء ومشایخ فریضۂ جہاد چھوڑ کر اپنے مدارس اور خانقاہوں میں دبکے بیٹھے ہیں ذرا یہ سوچیں کہ اگر کفر کی یلغار کو نہ روکا گیا تو کیا ان کے مدارس اور خانقاہیں قائم رہ سکیں گی؟ بے شک یہ ادارے خدماتِ دینیہ کے ذرائع ہیں لیکن اسی وقت جبکہ حکومتِ الٰہیہ قائم ہو اور اس کی سرحدیں دشمنانِ اسلام کی دست درازیوں سے محفوظ رہیں اللہ کرے ان علماء ومشایخ کو اتنی عقل آجائے کہ کب قلم چلانے کا وقت ہے اور کب تلوار اگر انہیں یہ حقیقت سمجھ نہیں آرہی اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے نہیں اُترتے تو خوب یاد رکھیں اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کرکے مجاہد علماء اور مجاہد مشایخ پیدا فرمائیں گے۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝ (۴۷-۳۸)

”اور اگر تم پیٹھ پھیرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سوا دوسری قوم بدل لیں گے پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔“

واللہ ھو الموفق وھو المستعان، ولا حول ولا قوۃ الا بہ.

رشید احمد
۱۷ رمضان ۱۴۲۰ھ

(۴۵) سیرِ دہلی کا عبرت آموز حشر:

ارشاد: میں دار العلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے سال

ریل گاڑی پر دیوبند جا رہا تھا، رات کا وقت تھا، آنکھ لگ گئی، دیوبند کا اسٹیشن گزر گیا، بہت دُور جاکر آنکھ کھلی تو سوچا کہ ویسے تو کبھی سیرِ دہلی کا شوق نہیں ہوا، اب منجانب اللہ سبب پیدا ہوگیا تو چلو مسلمان بادشاہوں کے آثارِ قدیمہ دیکھ لو۔

دہلی اسٹیشن پر اُتر کر جیسے ہی پلیٹ فارم سے باہر نکلا اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی کے لئے صالح صورت کے ایک نوجوان کو بھیج دیا، جن سے کوئی تعارف نہ تھا، انہوں نے اپنے ساتھ چلنے کو کہا میں بلا چون و چرا فوراً ساتھ ہولیا۔ وہ دن بھر مجھے اپنے ساتھ لئے اپنے کام سے پھرتے رہے، رات میں وہ مجھے ایک مدرسہ میں لے گئے، رات وہاں ٹھہرا اور صبح واپس دیوبند آگیا۔

اُس وقت میری عمر اکیس برس تھی، اس عمر میں سیرِ دہلی کا یہ حشر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے لغویات سے بچا کر کام کی جگہ پہنچا دیا۔

㊻ نرم بستروں پہ اللہ کی یاد موجبِ ترقی درجات:

ارشاد: میں جب بستر پر لیٹتا ہوں تو یہ دُعا پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ بَشَّرْتَهُمْ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهٖ لَیَذْكُرَنَّ اللّٰهَ اَقْوَامٌ فِی الدُّنْیَا عَلَی الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَةِ یُدْخِلُهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی. (صحیح ابن حبان)

”یا اللہ! مجھے اپنے ان مقبول بندوں کی فہرست میں داخل فرما لے جن کو تو نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک کے ذریعہ یہ بشارت دی ہے کہ کچھ لوگ نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ

کو یاد کریں گے، اس کی بدولت اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے بلند درجات میں داخل فرمائیں گے۔"

(۴۷) جوشِ عشق ہوشِ شریعت کے تابع رہے :

ارشاد : میں جب بیت اللہ کے پاس لوگوں کی گریہ وزاری اور آہ و بکاء سنتا ہوں اور حجرِ اسود پر پروانہ وار گرتے دیکھتا ہوں جو غلبۂ حال میں حدودِ شرع کا بھی خیال نہیں کرتے تو یوں دُعاء کرتا ہوں :

> "یا اللہ! مجھے اہلِ محبت کی محبت، اہلِ عشق کا عشق، اہلِ درد کا درد، اہلِ سوز کا سوز عطاء فرما، اور اہلِ تفقّہ و اہلِ معرفت کا تفقّہ و معرفت عطاء فرما، تاکہ جوشِ عشق ہوشِ شریعت پر غالب نہ آنے پائے۔"

(۴۸) طلبہ سے محبّت :

حضرتِ والا بحمداللہ تعالیٰ ہر سال عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں، روانگی اور واپسی کے وقت حضرتِ والا کے متوسلین ایئرپورٹ جانے کے لئے بیحد مشتاق ہوتے ہیں، حضرتِ والا خلافِ طبع محض ان کی دل جوئی کے لئے اجازت مرحمت فرمادیتے ہیں، طلبہ کے لئے یہاں سے باقاعدہ گاڑیوں کا انتظام کردیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک طالبِ علم کو گاڑی میں جگہ نہ مل سکی، وہ فوراً بذریعہ ٹیکسی ایئرپورٹ پہنچے، مگر اس وقت حضرتِ والا اندر تشریف لے جاچکے تھے، ان کو اتنا افسوس و قلق ہوا کہ کئی دن تک بیحد پریشان رہے، اور کہتے تھے :

> "اگر میرا انتقال ہو جائے یا خدانخواستہ حضرت والا کا وصال ہو جائے تو میرا کیا مُنہ رہے گا کہ حضرتِ والا سے آخر وقت میں

مصافحہ بھی نصیب نہ ہوا۔"

اس افسوس کا اس قدر غلبہ ہوا کہ اُلٹی سیدھی باتیں کرنے لگے۔ دوسرے طلبہ کو جنون کا خطرہ ہونے لگا، مگر بعد میں ٹھیک ہوگئے۔

حضرتِ والا ایک ماہ بعد واپس تشریف لائے تو کئی دنوں کے بعد ایک شخص نے یہ قصّہ بتا دیا۔ حضرتِ والا کو نہایت رنج ہوا، اور تمام طلبہ کی موجودگی میں اس طالبِ علم سے محبّت بھرے لہجہ میں فرمایا:

> "مجھے اپنی گاڑی طلبہ کے لئے مختص کرنا چاہئے تھی، آپ کا واقعہ سن کر مجھے بہت رنج ہوا اور اب غلطی کا بہت احساس ہو رہا ہے، اس لئے آپ سے معافی مانگتا ہوں، آیندہ ان شاء اللہ تعالیٰ میری گاڑی طلبہ کے لئے مختص رہے گی۔"

اس کے بعد الحمد للہ! حضرتِ والا کی گاڑی طلبہ کے لئے مختص کردی گئی، سفرِ عمرہ پر روانگی اور واپسی کے وقت ایئرپورٹ تک اس میں صرف طلبہ ہی بیٹھتے ہیں۔

(۴۹) نظمِ اوقات کے فوائد:

ارشاد: نظمِ اوقات برقرار رکھنے کے لئے وقتِ ملاقات کی تعیین ضروری ہے، ورنہ نظم برقرار نہیں رہ سکتا، نظمِ اوقات سے وقت بچتا ہے، کام زیادہ ہوتا ہے اور بہتر طریقہ سے ہوتا ہے۔

وقتِ ملاقات کی تعیین میں بظاہر لوگوں پر تنگی ہے مگر درحقیقت اس میں لوگوں کے لئے راحت اور اپنے نفس پر تنگی ہے، اس وقت میں محبوس ہوکر پابندی سے بیٹھنا پڑتا ہے، ٹیلیفون پر ملاقات کا وقت متعیّن کردیا تو اس وقت میں کوئی کال

آئے یا نہ آئے، بہرصورت پورا وقت مقیّد ہو کر ٹیلیفون کے پاس بیٹھنا پڑتا ہے۔ لوگوں کے لئے سہولت یوں ہے کہ اس وقت میں عموماً ملاقات متیقن ہوتی ہے، آمد و رفت میں یا ٹیلیفون کرنے میں وقت، محنت اور مصارف ضائع نہیں جاتے۔

جن حضرات کے ہاں وقتِ ملاقات متعیّن نہیں وہ خود تو آزادی و راحت سے رہتے ہیں مگر ان سے ملاقات کرنے والے ہر وقت پریشان، محنت و مصارف برداشت کر کے قیمتی وقت صرف کر کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا:

"کہیں تشریف لے گئے ہیں۔"

واپس کب تشریف لائیں گے؟ ـــــــ "کچھ معلوم نہیں۔"

ٹیلیفون کیا تو جواب ملا: ـــــــ "تشریف نہیں رکھتے۔"

کب ملاقات ہو سکے گی؟ ـــــــ "معلوم نہیں۔"

۵۰ دینی مجلس کے بعد بھی دُعاءِ کفّارہ کا معمول:

ارشاد: میرا معمول ہے کہ دینی مجلس کے بعد بھی کفّارۂ مجلس کی دُعاء پڑھتا ہوں، اس لئے کہ شاید کوئی بات غلط نکل گئی ہو یا طرزِ بیان نافع ہونے کی بجائے باعثِ ضرر ہو، یا بیان میں عُجب و ریاء کا اختلاط ہو گیا ہو۔

کفّارۂ مجلس کی دُعاء:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.

"یا اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ، میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔"

(۵۱) شوقِ وطنِ آخرت :

ارشاد: "دارالافتاء والارشاد" کی تعمیر مکمل ہونے سے قبل ہم کرایہ کے مکان میں رہتے تھے، اس میں کئی تکلیفیں تھیں، مثلاً پانی کی ٹنکی نہیں تھی، نیچے نہ اوپر، وضوء کرنے کی جگہ نہیں تھی، ہر کمرے میں بیت الخلاء، بیٹھیں کہاں؟ اور تلاوت، ذکر، نماز کہاں ادا کریں؟ مالکِ مکان کی بدمعاملگی کی اذیّت الگ۔

"دارالافتاء والارشاد" میں رہائشی مکان کی تعمیر مکمل ہونے پر وہاں منتقل ہوئے تو کئی مسرّتوں سے دل سرشار تھا، مختلف تکالیف سے نجات کے علاوہ اپنے نئے مکان کی خوشی جو بنیاد سے لے کر تکمیل تک اپنی خاص نگرانی میں اپنی مرضی کے مطابق تعمیر کروایا تھا۔

میں بوقتِ صبح اوپر کی منزل کی کھلی اور کشادہ چھت پر چڑھا، مسحور کن ہوا اور شہر کے دلکش نظارہ نے مسرّتوں میں کئی گُنا اضافہ کر دیا، اس وقت میں نے اپنے دل کو ٹٹولا کہ اگر اسی وقت میری موت آجائے تو کیا مجھے اس مکان میں کچھ دن گزارنے کا موقع نہ ملنے پر کچھ افسوس ہوگا؟

بفضل اللہ تعالیٰ برجستہ جواب ملا: ——— "ہرگز نہیں"۔

★ ★ ★ ★ ★

یہ حضرتِ والا کی بھرپور جوانی کا وقت تھا، بچے سب چھوٹے تھے، بیوی بچوں کی کفالت کا بظاہر کوئی انتظام نہیں تھا بلکہ سر چھپانے تک کی جگہ نہ تھی۔

ان حالات میں "شوقِ وطن" کا یہ عالم تھا۔

(۵۲) مزارات کی زیارت کے وقت ایک مروج دستور کی اصلاح:

ارشاد: بزرگوں کے مزارات کی زیارت کے وقت جوتا اُتارنے کا

بہت سخت التزام ہونے لگا ہے، وہاں جگہ صاف نہ ہو، یا دھوپ کی تمازت سے پاؤں جل رہے ہوں، بہر حال جوتا اتارنا لازم سمجھا جاتا ہے، اور نہ اُتارنے والے کو بہت بُرا قرار دیا جاتا ہے، شرعاً ایسے مواقع پر امرِ مندوب بھی واجب الترک ہو جاتا ہے، اس لئے میں جوتا نہیں اُتارتا، تاکہ دیکھنے والوں کے عقیدہ کی اصلاح ہو۔

(۵۳) مخالفین کے اعتراضات سے عجب کا علاج:

ارشاد: میں مخالفین کے اعتراضات پر بار بار غور کرتا ہوں، اگر ایسا کوئی خط آئے خواہ اس میں کیسی ہی معاندانہ وگستاخانہ تحریر ہو بہر کیف میں اسے کئی روز تک محفوظ رکھتا ہوں اور روزانہ پڑھتا ہوں، تاکہ واقعۃً میرے اندر کوئی کوتاہی ہو تو اس کی اصلاح کرلوں، مخالفین کے اعتراضات سے عُجب کا بھی علاج ہو جاتا ہے اس لئے وہ تو بہت بڑے محسن ہوتے ہیں، اُن کے لئے دُعاء کرتا ہوں۔

(۵۴) بیوی اور اولاد کی اصلاح کا مؤثر نسخہ:

ارشاد: بیوی اور اولاد کی اصلاح کے لئے ان ہدایات پر عمل کریں:

۱ــــ حسبِ صوابدید سختی سے کام لیں، سختی ہمیشہ کام نہیں کرتی، بلکہ کبھی بے محل سختی سے نفع کی بجائے اُلٹا نقصان ہوتا ہے، اس لئے خوب غور و فکر کے بعد فیصلہ کریں کہ کس قدر سختی سے نفع کی توقع ہے، نیز یہ کہ سختی پر مرتّب ہونے والے نتائج کے تحمّل کی آپ میں کس قدر ہمّت ہے۔

۲ــــ اپنی اصلاح کی طرف زیادہ توجہ دیں، اپنے اعمال درست کرنے کی فکر کریں، ظاہر و باطن شریعت کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔ انسان خود نیک ہوتا ہے تو دوسروں پر اس کی بات اثر کرتی ہے، بلکہ لوگ اس کے عمل ہی سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

۳۔ اپنی اَغراضِ نفسانیہ میں ایثار سے کام لیں، روک ٹوک نہ کریں، ورنہ وہ یوں سمجھیں گے کہ آپ کی پوری تگ و دو اَغراضِ نفسانیہ کے لئے ہے، دین کی دعوت محض بہانہ ہے۔

۴۔ دُعاء کا التزام رکھیں۔

۵۔ نرمی اور محبت سے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھیں۔

۶۔ روزانہ بلاناغہ چار پانچ منٹ دل پر اثر کرنے والی کوئی دینی کتاب پڑھ کر سنایا کریں، زیادہ وقت نہ لیں اور زبانی تبلیغ کی بجائے کتاب ہی پڑھیں، اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں؛

۱۔ قدرتی طور پر انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس پر اپنے ساتھیوں کی بات کا اثر بہت کم ہوتا ہے، بالخصوص میاں بیوی کا آپس میں ایسا تعلق ہے کہ یہ ایک دوسرے کی نصیحت کی طرف بہت کم التفات کرتے ہیں۔ اغیار، بالخصوص اکابر اور ان سے بھی بڑھ کر گزشتہ زمانہ کے بزرگوں کی باتوں سے زیادہ متأثر ہوتے ہیں۔

۲۔ کتاب میں اس کے مصنّف کی لِلّٰہیّت و اخلاص کا اثر ہوتا ہے۔

۳۔ کتاب پڑھنے میں کسی بات کی نسبت پڑھنے والے کی طرف نہیں ہوتی، بلکہ ہر بات کی نسبت کتاب کے مصنف کی طرف ہوتی ہے اس لئے اس میں اپنے نفس کی آمیزش سے حفاظت نسبۃً آسان ہے۔

۴۔ کتاب پڑھ کر سنانے میں وقت کم خرچ ہوتا ہے زبانی بتانے میں بات لمبی ہو جاتی ہے، جس سے سننے والے کی طبیعت اکتا جاتی ہے۔

اس حقیقت پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہم جو محنت کر رہے ہیں یہ محض تعمیلِ حکم ہے، تدابیر اور ان میں تأثیر سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

"بُرائی سے بچنے اور نیکی کی توفیق محض اللہ تعالیٰ کی دستگیری سے ہے۔"

۵۵ حفاظتِ دین و دنیا کا زرّین اصول:

ارشاد: حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ عارفِ کامل اور بہت ہی ہوشیار، نہایت تجربہ کار بزرگ تھے، آپ کے دو ارشاد بہت قیمتی ہیں بڑے ہی کام کے اور بہت ہی گراں قدر گُر ہیں، دونوں بظاہر متضاد معلوم ہوتے ہیں، مگر دونوں عینِ حقیقت ہیں، دونوں کا مطلب اور صحیح محمل سمجھ لیجئے۔

ایک ارشاد یہ ہے:

مرا پیرِ دانائے روشن شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خودبین مباش
دوم آنکہ برغیر بدبین مباش

"مجھے مرشدِ کامل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہر کے کنارے دو نصیحتیں فرمائیں:

ایک یہ کہ اپنے بارہ میں خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

دوسری یہ کہ کسی دوسرے انسان کی عیب جوئی نہ کریں بلکہ ہر شخص کے بارہ میں نیک گمان رکھیں۔"

دوسرا ارشاد:

نگہ دارد آں شوخ در کیسہ دُر
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

"اپنی جیب صرف وہی سلامت رکھ سکتا ہے جو ہر شخص کو جیب تراش سمجھے۔"

پہلے ارشاد میں کسی کے بارہ میں بدگمانی سے منع فرمایا ہے اور دوسرے میں ہر شخص سے متعلق بدگمانی کی تعلیم ہے۔

درحقیقت ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں، اس لئے کہ دونوں کا محل الگ ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

پہلا ارشاد اعتقاد سے متعلق ہے، یعنی دل میں کسی کو برا مت سمجھو بلکہ ہر شخص کے بارہ میں نیک گمان رکھو۔

اور دوسرا ارشاد معاملات سے متعلق ہے، یعنی کسی کے ساتھ لین دین وغیرہ کرتے وقت خوب غور و خوض اور بہت احتیاط سے معاملہ کرو، کسی قسم کی مروّت سے ہرگز کام نہ لو، معاملہ ایسا صاف، واضح اور ایسی ہوشیاری سے کرو کہ گویا کسی مکّار اور دغاباز سے معاملہ کر رہے ہیں۔

تجربہ ہے کہ انسان مروّت کی وجہ سے ہمیشہ دھوکا کھاتا ہے، قرابت یا دوستی کی وجہ سے ابتداء میں معاملہ صاف نہیں کرتے، بعد میں مدّتوں عذابِ اختلاف کی چکی میں پستے رہتے ہیں۔ مال، عزّت اور سکونِ قلب کے علاوہ آخرت بھی برباد کر بیٹھتے ہیں۔

مقولہ مشہور ہے:

اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ.

"احتیاط بدگمانی میں ہے۔"

حکماء نے اس کے یہ معنی لئے ہیں:

عقلمندی اور احتیاط یہ ہے کہ ہر شخص سے بدگمان رہے، کسی پر اعتماد

نہ کرے خواہ وہ کیسا ہی مخلص دوست ہو۔

عارفین اس جملہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

" احتیاط و ہوشیاری یہ ہے کہ اپنے نفس سے بدگمانی رکھے، حضرت یُوسف علیہ السّلام اتنے بلند مقام کے باوجود اپنے نفس سے بدگمان تھے، فرما رہے ہیں:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ (۱۲-۵۳)

" اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتاتا، یقیناً نفس بُری ہی بات بتاتا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔"

انسان مقاماتِ ولایت میں خواہ کتنی ہی ترقی کر گیا ہو تو بھی کیدِ نفس سے ہر وقت محتاط و ہوشیار رہے ؎

نفس کا مارِ سخت جاں دیکھا ابھی مرا نہیں
غافل اِدھر ہوا نہیں اُس نے اُدھر ڈسا نہیں

ان دونوں تفسیروں کا محمل الگ ہونے کی وجہ سے ان میں کوئی تعارض نہیں، حکماء کی تفسیر میں دنیوی ضرر سے حفاظت مقصود ہے اور عارفین کی تفسیر میں دینی ضرر سے حفاظت۔ ان کی نظر میں شرِّ نفس سے حفاظت زیادہ ضروری ہے۔

(۵۶) مصلح بھی اپنی اصلاح کی فکر سے غافل نہ رہے:

ارشاد: مصلح کو اپنی اصلاح سے کبھی غافل نہ ہونا چاہئے، اس کی مثال یوں سمجھیں:

"ایک بڑے حاکم نے کسی کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ کچھ لوگوں کو امتحان کی تیاری کرائے، ان کی خامیوں کی اصلاح کرے، حالانکہ خود اس کے امتحان کا پرچہ بھی عنقریب حاکم کے دربار میں پیش ہونے والا ہے، دوسروں کی خامیاں نکالتے وقت اس شخص کو خیال ہوگا کہ اپنی خامیوں کی اصلاح اس سے بھی زیادہ ضروری ہے، ورنہ جب حاکم کے سامنے میرا پرچہ پیش ہوگا تو کیا بنے گا؟"

یہاں کچھ احباب جمع ہو جاتے ہیں جن کے کچھ حقوق ہیں، ان کی خاطر کچھ کہنا پڑتا ہے اور کہنے سے اپنا محاسبہ بھی مقصود ہوتا ہے توبہ، استغفار اور دعاء کا موقع مل جاتا ہے، ہمت بلند ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

مذکورہ محاسبہ کے ساتھ اس دعاء کا بھی میرا دائمی معمول ہے۔

یا اللہ! جس طرح تو نے محض اپنے کرم سے دنیا میں ستّاری فرمائی ہے آخرت میں بھی جہاں تیری ستّاری کی زیادہ ضرورت ہے ستّاری فرما؛

رَبِّ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ.

"میرے رب! مجھے بروزِ حشر رُسوا نہ کیجئے۔"

★ ★ ★ ★ ★

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی یہ دُعاء حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دُعاء کے مطابق ہے، سورۂ شعراء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کئی دعائیں ایک ساتھ مذکور ہیں، جن میں ایک یہ بھی ہے:

وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ○ (۲۶۔۸۷)

"اور مجھے بروزِ حشر رُسوا نہ کیجئے۔"

(۵۷) دُعاء میں بخل؛

ارشاد؛ بعض لوگ "تعالیٰ" کی بجائے "تعہ" اور "جَلَّ جَلَالُہٗ" یا "جَلَّ شَانُہٗ" کی بجائے "جؔ" لکھ دیتے ہیں اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کے ساتھ صرف "صؔ" یا "صلعم" لِکھ دیتے ہیں اور صحابی کے نام کے ساتھ "رضؔ" اور بزرگوں کے نام کے ساتھ "رحؔ" لکھتے ہیں، یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے۔

سوچا جائے کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ وقت کی بچت کے لئے؟ کاغذ کی بچت کے لئے؟ روشنائی کی بچت کے لئے؟ قلم کی بچت کے لئے؟ یا لکھنے کی زحمت سے بچنے کے لئے؟ یہ سارے بخل مسلمان میں صرف اسی وقت جمع ہوجاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی عظمت یا حضور اکرم محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود لکھنے کا وقت آئے یا اللہ تعالیٰ کے کسی محبوب بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا ورحمت کی دُعاء کا موقع ہو؟ خرافاتِ دنیویہ دن بھر لکھتے رہتے ہیں کہیں ایسی بچت کا خیال نہیں آتا۔

میری کتابیں اٹھا کر دیکھ لیجئے کہیں بھی صرف ص یا رض یا رح کا اشارہ نہیں ملے گا، بلکہ ارشاد القاری لکھنے کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی شامل تھا کہ اس کے ضمن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف زیادہ سے زیادہ لکھنے کا موقع ملے گا۔

یہ سبق بھی اوپر سے ملا ہے، امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شرحِ بخاری میں امام برقانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرما کر خود بھی اسے اپنے مقصد میں داخل فرمایا ہے۔

(۵۸) تصوّف کی حقیقت اور رُوح :

ارشاد : تصوّف سے اصل مقصد اصلاح ہے، یعنی ازالۂ رذائل وتحصیلِ فضائل۔ تصوّف کی اصطلاحات میں نہ پڑیں، بس سیدھے الفاظ میں سارے تصوّف کا خلاصہ ہے :

”صحیح مسلمان بن جانا، معاصیِ ظاہرہ و باطنہ سے پاک و صاف ہونا، احکامِ شریعت کا پابند ہونا۔“

اصطلاحات و مقامات کی تفتیش میں تین نقصان ہیں :

۱۔ خطرۂ عجب و کبر۔

۲۔ تضییعِ اوقات، مقصود تک وصول میں غیر معمولی تاخیر بلکہ بسا اوقات محرومی۔

مثال سے یوں سمجھیں :

”آپ مکہ مکرمہ جارہے ہیں، راستہ میں مختلف مقامات ہیں، کہیں سمندر، کہیں پہاڑ، کہیں باغ، کہیں جنگل، کہیں ریگستان، کہیں میدان، کہیں کوئی گاؤں، کہیں کوئی شہر۔ اگر آپ راستہ کے ان مقامات کی غیر ضروری تحقیق میں لگ گئے یا ان کی سیر و تفریح میں مشغول ہوگئے تو بعید نہیں کہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے قبل ہی موت آجائے، ورنہ کم از کم اتنا نقصان تو ضرور ہوگا کہ بہت دیر سے پہنچیں گے۔“

وصول کا بے ضرر، صحیح سالم، نہایت سہل اور بہت مختصر راستہ یہ ہے کہ جس ڈرائیور کی فنّی مہارت اور خیر خواہی پر اعتماد ہو اُس کے ساتھ سوار ہوجائیے، وہ راستہ کے خطرات سے بچتا بچاتا آپ کو بہت جلد اور آسانی سے مکہ مکرمہ پہنچا دے گا، آپ کو پتا بھی نہیں

چلے گا کہ راستہ میں کیا کیا مقامات آئے جن پر آپ کا گزر ہوا۔

٣۔۔۔ بہت بڑا خطرہ یہ بھی ہے کہ کہیں راستہ کے مقامات ہی کی تفریح میں ایسا مست ہو جائے کہ اصل مقصد ہی ذہن سے محو ہو جائے اور مقامات کی تفریح کو مقصد بنالے۔

⑤⑨ دینی کاموں میں بھی جسمانی صحت کا خیال نہ رکھنا جرم ہے :

ارشاد : یہ جسم وجان سرکاری مشین ہے جو ہمارے ہاتھ میں امانت ہے اسے تیل دیئے بغیر بے تحاشا استعمال کرتے چلے جانا امانت میں خیانت کا ارتکاب ہے خواہ سرکار ہی کے کام میں استعمال کر رہے ہوں تو بھی اس کا جواز نہیں۔ غور کیجئے کہ اگر کوئی شخص اپنے کام کے لئے اپنے ملازم کو بہترین قسم کی نئی گاڑی دے، ملازم اسے رات دن دھا دھند چلاتا رہے اور تیل وغیرہ کا بھی خیال نہ رکھے، اس طرح سالوں چلنے والی گاڑی کو چند مہینوں میں تباہ کرکے رکھ دے، مالک اس سے باز پرس کرے تو وہ جواب دے :

> "حضور! میں گاڑی آپ ہی کے کام میں استعمال کرتا رہا ہوں اپنے کام میں کبھی بھی استعمال نہیں کی"۔

کیا اس کا یہ عذر قابلِ قبول ہوگا؟ اور مالک کی گرفت سے بچ جائے گا؟

دین کے کاموں میں بھی اعتدال سے محنت کی جائے اور بقدرِ ضرورت راحت وغذاء کا بھی خیال رکھا جائے صحت برقرار رہے گی تو نتیجۃً کام کی مقدار زیادہ ہوگی۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تعب وتھکاوٹ کی حالت میں بالکل فارغ ہو کر بیٹھ جائیں ایسے موقع پر محنت کا کام کچھ دیر کے لئے چھوڑ کر کوئی ہلکا پھلکا

کام شروع کر دیں جس سے صحت وقوّت متأثر نہ ہو، ضعیف و مریض سے غذاء چھڑائی نہیں جاتی بلکہ اس میں تبدیلی کر دی جاتی ہے، ثقیل غذاء چھڑا کر ہلکی غذاء تجویز کی جاتی ہے، اسی طرح مسلمان کو چاہئے کہ روحانی غذاء وقتاً فوقتاً تبدیل کرتا رہے اور تازہ دم ہوتا رہے، لکھنے پڑھنے سے ہاتھ روک کر ذکر و فکر میں لگ جائے، اپنے مالک کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہو جائے جس میں کوئی محنت و مشقت نہیں بلکہ جسم و جان اور دل و دماغ کی تفریح، ترویح اور سکون و لذّت کا سامان ہے۔

(60) بُرے ماحول میں بھی دیندار بننے کا بہت ہی آسان نسخہ:

ارشاد: جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے دین پر چلنا بہت مشکل ہے، ایسے ماحول میں رہتے ہوئے ہر گناہ سے بچ نکلنا ہمارے بس کی بات نہیں، انہیں ایک آسان سا نسخہ بتاتا ہوں، بہت ہی آسان کوئی محنت نہیں کرنا پڑے گی، نہ ہی کسی وقت کی تعیین ہے نہ وضوء وغیرہ کی کوئی قید۔ غرض بالکل ہی سہل نسخہ ہے ذرا تجربہ کر کے دیکھ لیجئے، نسخہ یہ ہے:

> "کوئی سا وقت لے لیجئے، لیٹتے وقت رات کو کر سکیں تو زیادہ مناسب ہے، چند منٹ فارغ کر کے یکسوئی سے ان تمام گناہوں کو ذہن میں لائیں جنہیں ترک کرنا مشکل سمجھتے ہیں، اور معاشرہ و ماحول کے سامنے خود کو بے بس اور مجبور سمجھتے ہیں، ان تمام گناہوں کا تصوّر کر لیجئے، جیسے بے پردگی، ڈاڑھی منڈانا یا کترانا، بینک، انشورنس وغیرہ حرام آمدنی والوں سے لین دین، تصویر اور ٹی وی کی لعنت وغیرہ وغیرہ، ان گناہوں سے خصوصاً اور باقی

تمام گناہوں سے عموماً توبہ واستغفار کیجئے، دل میں ندامت پیدا کیجئے پھر یوں دُعا کیجئے:

"یااللہ! میں عاجز ہوں کمزور اور بے بس ہوں معاشرہ اور نفس وشیطان غالب ہیں میں ان کے مقابلہ میں بالکل بزدل اور بہت ہی کمزور ہوں۔ تو کمزوروں کی دستگیری کرنے والا ہے، بس تو ہی مجھ ضعیف وناتواں کی دستگیری فرما۔ اپنے فضل وکرم سے مجھے ہمت عطا فرما کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دوں اس معاشرہ کا مقابلہ کرسکوں، یااللہ! تو ہی مدد فرما، تیری مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔"

یہ کام بلاتأخیر شروع کر دیجئے خواہ دل چاہے یا نہ چاہے، اس پر دل آمادہ ہو یا نہ ہو، اگر دل ساتھ نہ دے تو زبان تو کہیں نہیں گئی، صرف زبان ہی سے یہ کلمات دہرا لیجئے، رفتہ رفتہ دل میں بھی اتر جائیں گے۔

ابھی تو ایک دو منٹ سے ابتداء کیجئے پھر جب مزا آگیا، چاٹ لگ گئی، تو منٹوں کی تحدید ختم ہو جائے گی گھنٹوں لگے رہیں گے تو بھی سیری نہ ہوگی۔"

(۶۱) نفس کو کتنے دن مہلت دی جاسکتی ہے؟:

ارشاد: دین میں کوئی کوتاہی ہو تو فوراً اس کی اصلاح کی کوشش کریں اور اپنی کوشش کی کامیابی کا زیادہ سے زیادہ سات روز تک انتظار کریں بس اس سے زیادہ نفس کو مہلت نہ دیں، اپنے مصلح کو اطلاع دیں، وہ جو نسخہ تجویز کرے اسے استعمال کریں۔

(٦٢) انگریزوں کا اسلامی الفاظ بگاڑنا:

ارشاد: بہت سے اسلامی الفاظ کو مسلمان انگریزی میں غلط لکھتے ہیں، یہ انگریزوں کی شرارت ہے، وہ اسلامی الفاظ کو عمداً بگاڑ رہے ہیں مگر آج کا مغرب زدہ مسلمان اس فریب سے غافل ہے، مثلاً:

"اَحْمَدْ AHMAD کی بجائے اَحْمِدْ AHMED لکھتے ہیں، اور مَکَّۃ MAKKAH کو میکا MECCA اور مَدِیْنَہ MADINAH کو مِدِیْنا MEDINA لکھتے ہیں۔"

بعض لوگوں کو سمجھایا گیا تو وہ کہنے لگے:

"انگریزی میں لکھنے کا یہی قاعدہ ہے۔"

بجائے اس کے کہ انگریزوں کو یوں ہدایت کرتے:

"یہ نام تمہارے نہیں ہمارے ہیں، ان کا تلفّظ اور انہیں لکھنے کا قاعدہ ہم سے سیکھو، تم تو شرارت سے یا جہالت سے انہیں بگاڑ رہے ہو۔"

مسلمان انگریز سے اتنا مرعوب ہے کہ اس کی اصلاح کی بجائے اسے اپنا استاذ تصوّر کرتا ہے، بس جیسے اس نے کہہ دیا ہم بھی ویسے ہی کہیں گے، جیسے اس نے لکھ دیا ہم بھی ویسے ہی لکھیں گے، مگر اللہ کے جن بندوں کو کچھ فکر لاحق ہوتی ہے وہ کیسے اصلاح کرتے ہیں؟ اس کا ایک قصہ سنئے:

"جامعہ اُمّ القُریٰ مکہ مکرّمہ کے ایک استاذ نے خط میں MECCA لکھا، میں نے اس پر خط کھینچ کر MAKKAH لکھ دیا، بظاہر بہت معمولی سی بات ہے۔

انہوں نے میری اس تحریر کا رئیس الجامعہ سے تذکرہ کیا، وہ بہت خوش ہوئے اور بہت تعجب سے بار بار کہنے لگے:

اَیْشْ مِیکَا؟ اَیْشْ مِیکَا؟

"مِیکا کیا ہے؟ مِیکا کیا ہے؟"

اس کے بعد انہوں نے فوراً اس کی اصلاح کروائی، جامعہ کے پرانے تمام پیڈ جن پر مکہ MAKKAH کو میکا MECCA لکھا گیا تھا ختم کروا دیئے اور صحیح کتابت کے نئے پیڈ جاری کروا دیئے"۔

جامعہ کے اس استاذ نے دونوں پیڈ مجھے بھیجے، پرانا غلط جو منسوخ کیا گیا اور نیا صحیح جو جاری کیا گیا۔

یہاں یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ ذرا سی تبلیغ اور معمولی سی کوشش سے اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا کام لے لیا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہر قابلِ اصلاح چیز خواہ بڑی ہو یا معمولی سی اس کی اصلاح کی کوشش کرنا ضروری ہے، اس کی تبلیغ ضرور کریں، آپ کا کیا خرچ ہوتا ہے؟ دیکھئے میں نے ایک غلط لفظ کی اصلاح کر دی، اسے کاٹ کر صحیح لکھ دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے کیا ثمرات مرتب فرمائے؟ اس کے ذریعہ کہاں کہاں تک اصلاح کروا دی؟

جب انگریزی کی کوئی تحریر سامنے آتی ہے تو اس پر غور کر لیتا ہوں کہ اس میں کہیں انگریز کی کوئی شرارت نہ ہو ورنہ مجھے انگریزی سے قطعاً کوئی مناسبت نہیں۔

★ ★ ★ ★ ★

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی اس ادنیٰ سی توجہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے شرفِ قبول سے نوازا کہ آپ کی ایک ذرا سی جنبشِ قلم سے دنیا بھر میں اس

بہت بڑے منکر کی اصلاح کا کام لے لیا۔

رئیس الجامعہ نے رابطۂ عالم اسلامی اور دوسرے ذرائعِ نشر و اشاعت سے پوری دنیا کے کانوں میں یہ آواز پہنچا دی، پورے عالمِ اسلام نے اس پر فوراً عمل شروع کر دیا ہے، اور تمام مسلم حکومتوں نے اس اصلاح کو قانوناً لازم قرار دے دیا ہے۔

پاکستان میں ماہنامہ "اُردو ڈائجسٹ" وغیرہ میں رئیس جامعہ اُم القُریٰ مکہ مکرمہ کے حوالہ سے یہ اصلاح شائع ہوئی ہے۔

حکومتِ پاکستان نے سرکاری طور پر اسے نافذ کر دیا ہے، چنانچہ روزنامہ "جنگ" کراچی اور راولپنڈی میں MAKKAH NOT MECCA کے عنوان سے لکھا ہے:

> "حکومت پاکستان نے تمام وزارتوں، ڈویژنوں، مرکزی و صوبائی حکومتوں کے زیرِ اہتمام دفاتر اور خود مختار اداروں خاص طور پر وزارتِ تعلیم اور وزارتِ اطلاعات کے نام ایک سرکلر میں انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ اسلام کے مقدس شہر مکہ کو آیندہ انگریزی زبان میں MECCA کے بجائے MAKKAH تحریر کریں۔ سرکلر میں وضاحت کی گئی ہے کہ مکہ کے انگریزی میں ہجے MECCA اسلام دشمن عیسائیوں اور یہودیوں کی شرارت ہے، اس کے معنی شراب خانے اور قحبہ خانے کے ہیں اور یورپ کے اکثر شہروں میں شراب خانوں اور قحبہ خانوں اور فحاشی کے اڈوں کے باہر MECCA نام کے بورڈ آویزاں ہیں۔"

یہ سب ہمارے حضرتِ والا دامت برکاتہم وفیوضہم کا فیض ہے، آپ

سے رئیس جامعۃ ام القریٰ کو ہدایت ہوئی اور ان کے ذریعہ پورے عالمِ اسلام کو۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے فیوض و برکات میں مزید برکت و ترقی عطا فرمائیں اور امت پر آپ کا سایہ تادیر قائم رکھیں۔

(٦٣) بظاہر اصلاحِ منکر ناممکن ہو تو بھی کوشش میں لگے رہنا چاہئے:

ارشاد: اصلاحِ منکرات کی ہر وقت فکر رہنا چاہئے، کوشش اور دعاء سے کام لیا جائے تو ایسے منکرات جن کی اصلاح کا بظاہر کوئی امکان نظر نہ آتا ہو، اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کے اسباب پیدا فرما دیتے ہیں۔ دیکھئے محاذاۃِ حجرِ اسود کے غلط نشان کی اصلاح کی بظاہر کوئی صورت نہیں تھی، مگر اس بار حاضری کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب پیدا فرما دیا اور بفضلہ تعالیٰ اس ناکارہ کی کوشش سے یہ اصلاح ہو گئی۔

★ ★ ★ ★ ★

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے اس ارشاد کی تفصیل یہ ہے:

مطاف میں حجرِ اسود کی محاذاۃ معلوم کرنے کے لئے جو سرخ خط ہے وہ صحیح محاذاۃ پر نہیں تھا اصل مقام سے پہلے تھا، طواف کرنے والے اس سرخ خط پر پہنچ کر حجرِ اسود کی طرف سینہ کر کے استلام کرتے تھے، یہ طریقہ غلط تھا اس لئے کہ حجرِ اسود کی محاذاۃ اس خط پر سے گزرنے کے بعد ہوتی تھی۔

اس سے بھی بڑی دوسری قباحت یہ تھی کہ طواف کا آخری چکر اس سرخ خط پر ختم کر دیتے تھے اس لئے طواف ناقص رہ جاتا تھا۔

سب سے بڑی تیسری قباحت یہ تھی کہ امام جب جنوبی مکبّریّہ کے نیچے کھڑا ہوتا تھا تو اس سرخ خط اور حجرِ اسود کی صحیح محاذاۃ کے درمیان کھڑے

ہونے والے مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی تھی۔

حضرتِ والا اس بارہ میں تبلیغ فرماتے رہتے تھے مگر اس کی اصلاح یعنی سرخ خط کو وہاں سے ہٹا کر صحیح محاذاۃ پر لانے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی، اس لئے کہ یہ کام سلطان کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا، اور حضرتِ والا کو حکّام و سلاطین سے ملاقات کسی حال میں بھی گوارا نہیں۔

اور اگر وہاں کے علماء و مشایخ کے ذریعہ سلطان تک بات پہنچانے کی کوشش کی جاتی تو اس میں یہ موانع تھے:

۱ــــ اس کی توقع ہی نہیں تھی کہ یہ علماء و مشایخ سلطان تک یہ مسئلہ پہنچانے کی جرأت کر سکیں گے، اس لئے کہ ایسی چیز کو غلط قرار دینا جس پر صدیوں سے پورے عالمِ اسلام کا مسلسل عمل ہے، بڑے بڑے علماء، مشایخ، اولیاء اللہ، مہندسین (انجینئرز) اور سلاطین میں سے کسی کو بھی یہ غلطی نظر نہ آئی، بس ایک پاکستانی عالم کی نظر کی یہاں تک رسائی ہوئی جو عرب کے علماء و مشایخ کی اصلاح کرنا چاہتا ہے، یہ بات علماء و مشایخ کے دماغ میں اتارنا بہت مشکل، اور اگر ان کی سمجھ میں آ بھی گئی تو سُلطان سے کہنے کی جرأت کہاں؟

۲ــــ حضرتِ والا کی عزلت پسندی وہاں کے علماء و مشایخ سے بھی ملاقات کی اجازت نہیں دیتی، اگر کبھی اتفاقاً کسی سے تعارف ہو گیا تو اسے جلد از جلد مٹانے کی کوشش فرماتے ہیں۔

اس بار ۱۴۰۴ھ ہجری میں حضرتِ والا جب عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کے ایک خادم ایک پاکستانی انجینئر کو آپ کی خدمت میں لائے جو حکومتِ سعودیہ کے ملازم ہیں، حضرتِ والا نے انہیں حقیقت سمجھائی تو وہ ایک سعودی انجینئر کو لے کر حاضرِ خدمت ہوئے، حضرتِ والا نے انہیں تفصیل سے صورتِ حال

بتائی تو بات ان کی سمجھ میں آگئی، انہوں نے وہیں کاغذ پر حضرتِ والا کی ہدایت کے مطابق صحیح نقشہ بنا کر حضرتِ والا کو دکھایا۔ حضرتِ والا نے اس نقشہ کی تصویب فرمائی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اس بارہ میں پوری کوشش کریں گے۔

چنانچہ انہوں نے دوسرے بڑے انجینئروں کو اس حقیقت سے متفق کیا، پھر یہ وفد علماء و مشائخ سے ملا، تب انہیں سلطان تک بات پہنچانے کی ہمت ہوئی۔

سلطان نے دریافت کیا:

"اتنی مدت تک اس غلطی کی اصلاح کیوں نہیں کی؟"

انہوں نے جواب دیا:

"چونکہ یہ غلطی زمانۂ قدیم سے سلطنتِ ترکیہ یا اس سے بھی پہلے سے چلی آرہی ہے اس لئے اس کی طرف التفات نہیں ہوا۔"

بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اقدس دامت برکاتہم وفیوضہم کی کوشش کو بار آور فرما دیا، سلطان کے حکم سے یہ اصلاح ہوگئی، وللہ الحمد۔

⑥④ عالمِ دین کو لوگوں میں کیسے رہنا چاہئے؟

ارشاد: عالم کو استغناء کے ساتھ خدمتِ دین میں مشغول رہنا چاہئے طالبِ صادق سے اعراض نہ کرے اور غیر طالب کے پیچھے نہ پڑے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيهُ فِي الدِّيْنِ اِنِ احْتِيْجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهٗ. رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

"وہ شخص بہت اچھا ہے جو علم دین میں ماہر ہو، اگر اس کی طرف احتیاج ظاہر کی جائے تو وہ نفع پہنچائے اور اگر اس سے استغناء برتا جائے تو وہ اپنے نفس کو مستغنی رکھے۔"

(٦٥) مریدوں کو کاٹنے پر انعام:

ارشاد: حضرت گنگوہی قدس سرہ نے فرمایا:

"جو میرے کسی عامی مرید کو مجھ سے ہٹا دے اسے فی مرید ایک آنا دوں گا اور جو کسی مولوی مرید کو ہٹا دے اسے فی مولوی چار آنے دوں گا۔"

اس زمانہ میں آنا چاندی کا ہوتا تھا، ایک آنے کی قیمت ایک گرام چاندی سے زیادہ تھی۔

یہ تو حضرت گنگوہی قدس سرہ کا اعلان تھا، اب میرا اعلان سنئے:

"آج اگر کوئی میرے کسی عامی مرید کو مجھ سے ہٹا دے تو اُسے فی مرید پچاس روپے دوں گا اور کسی مولوی مرید کو ہٹا دے تو اُسے پانچ سو روپے دوں گا۔"

(٦٦) زیادہ دینی باتیں کرنے کی دو بڑی خرابیاں:

ارشاد: زیادہ بولنا دین کو تباہ کر دیتا ہے، دینی باتیں زیادہ کرنے میں بھی دو فساد ہیں:

١۔ اس سے عُجب و کبر پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

٢۔ کنویں سے مسلسل پانی کھینچا جائے تو بالآخر کیچڑ آنے لگتی ہے، صاف

ستھرا پانی حاصل کرنے کے لئے کچھ وقفہ دینا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیوض حاصل کرنے کے لئے قلب کو کچھ وقت اُدھر متوجہ رکھنا ضروری ہے، زیادہ بولنے سے قلب میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے اور انوار کی بجائے کیچڑ آنے لگتی ہے۔

(۶۷) حضرتِ والا کو سخت سمجھنے کی وجوہ اور اس کی حقیقت :

ارشاد: لوگ جو مجھے سخت کہتے ہیں، اس کی وجوہ یہ ہیں :

۱۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں کبھی بھی کسی کی مروّت میں کوئی ناجائز کام ہرگز نہیں کرتا، خواہ وہ کام بظاہر کتنا ہی معمولی نظر آتا ہو۔ جہاں کوئی ناجائز کام ہو رہا ہو وہاں نہیں جاتا۔ میں کسی کی خاطر جہنم میں جانے کو تیار نہیں۔

۲۔ دوسروں کو گناہوں سے روکنے کی نرمی اور بہتر طریقہ سے کوشش کرتا ہوں۔

۳۔ وقت کی قدر و قیمت کے پیشِ نظر نظم و ضبط کا اہتمام رکھتا ہوں۔ کسی کی مروّت میں وقت جیسی قیمتی دولت کو میں ضائع نہیں کرسکتا۔

۴۔ خدماتِ دینیہ چھوڑ کر کسی کی دعوت قبول نہیں کرتا۔

ان معمولات کو سخت کہنا غلط ہے، یہ سختی نہیں بلکہ دین پر استقامت اور مضبوطی ہے، سختی مذموم ہے اور مضبوطی محمود۔ سختی تو جب ہوتی کہ عوام کو راہِ راست پر لانے میں مار پیٹ سے کام لیتا یا کم از کم ڈانٹ ڈپٹ کرنے کا معمول ہوتا، سب دیکھ ہی رہے ہیں کہ یہاں ایسی کوئی بات نہیں، حالانکہ نرمی سے کام نہ چلے تو بقدرِ استطاعت یہ بھی فرض ہے۔

لوگ اس مولوی کو نرم کہتے ہیں جو دین کی صرف میٹھی میٹھی باتیں بتایا کرے گناہوں سے نہ روکے، بلکہ خود بھی ان کے ساتھ گناہوں کی محافل میں شریک

ہوجایا کرے، اور جو شخص بھی جس وقت بھی آجائے دینی کام سب چھوڑ چھاڑ کر اس کے لئے فارغ ہوجائے، اور ہر بلانے والے کے ساتھ چل دے۔

یہ دراصل حبِّ مال وحبِّ جاہ کا کرشمہ ہے، ہر آنے والے کی ہر معاملہ میں رعایت کرے گا تو لوگوں سے مال بھی ملے گا اور جاہ بھی۔

میں تو فضول ملاقاتوں سے بچنے کے لئے صرف حسنِ تدبیر ہی سے کام لیتا ہوں، مار جھاڑ نہیں کرتا، اس کے باوجود لوگ سخت سمجھتے ہیں، حالانکہ اکابر نے حفاظتِ وقت کی خاطر مار جھاڑ کا بھی حکم فرمایا ہے۔

قطبِ عالم حضرت گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ نے عرض کیا:

”جی خلوت کو چاہتا ہے مگر لوگوں کی شکایت و دل شکنی کا خوف ہے۔“

حضرت گنگوہی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

”اپنی مصلحت دیکھو، لوگوں کی پرواہ مت کرو، سب کو جھاڑو بھی مارو بھی۔“

بروزِ قیامت جب جہنم پر کھڑے ہوں گے تو پتا چلے گا کہ دوست کون تھا اور دشمن کون۔ میں لوگوں کو جہنم سے بچانے کی جس قدر کوشش کر رہا ہوں لوگ اسے سختی سمجھتے ہیں، حالانکہ میں جب بھی اصلاحِ منکرات سے متعلق اپنی کوشش کا محاسبہ کرتا ہوں تو اپنے کو ادائے فرض میں قصور وار پاتا ہوں اور اس پر استغفار کرتا ہوں۔ اس کے باوجود لوگوں کا سخت کہنا کس قدر ظلم ہے۔

مجھے سخت کہنے سے ان کا مطلب بس یہ ہے کہ یہ مجھے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانے کے لئے کھینچتے ہیں میں تیار نہیں ہوتا بھائی! میں بہت کمزور ہوں، جہنم

سے بہت ڈرتا ہوں، اللہ کے عذاب کے سامنے بہت ہی بزدل ہوں، جہنم پر جرأت اور بہادری انہی کو مبارک ہو۔ میں سختی کے طعنہ سے ڈر کر جہنم میں جانا ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔

حضرت علاء بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور تابعی ہیں ان کے بارہ میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آپ لوگوں کو جہنم سے بہت ڈراتے تھے۔"

کسی نے آپ سے کہا:

"آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید یوں کرتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا:

"تمہارا ذہن یہی بن گیا ہے کہ تم گناہ بھی کرتے رہو اور تمہیں جنت کی بشارتیں بھی ملتی رہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔"

جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور فکرِ آخرت ہوتی ہے وہ لوگوں کو گناہوں سے روکنے پر مجبور ہوتا ہے، جس کی تین وجوہ ہیں:

۱۔۔۔ وہ اپنے محبوب کی نافرمانی برداشت نہیں کر سکتا، دنیا میں کوئی شخص بھی یہ برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اس کے محبوب کی نافرمانی اور مخالفت کرے تو محبوبِ حقیقی کا عاشق کیسے برداشت کر سکتا ہے؟

۲۔۔۔ جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اسے اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق سے محبت ہوتی ہے، اس لئے وہ لوگوں کو جہنم سے بچانے پر مجبور ہو جاتا ہے، اللہ کے بندوں کے ساتھ محبت کا تعلق اسے خاموش نہیں بیٹھنے دیتا۔

۳۔۔۔ دوسروں کو گناہوں سے روکنا اور جہنم سے بچانا فرض ہے، اس فرض

کا ترک بھی محبوبِ حقیقی کی نافرمانی میں داخل ہے اور جہنم میں لے جانے والا ہے۔

یہ شخص اپنے محبوب کی نافرمانی اور ناراضی برداشت نہیں کرسکتا، اور فکرِ آخرت کی وجہ سے جہنم سے ڈرتا ہے۔

ان تینوں وجوہ کو ادنیٰ سے ادنیٰ عقل رکھنے والا شخص بھی بخوبی سمجھتا ہے، اور اس حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص لوگوں کو گناہوں سے نہیں روکتا اس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت اور فکرِ آخرت سے خالی ہے۔

(٦٨) دینی کاموں کے لئے رعایت کی درخواست بھی چندہ مانگنے میں داخل ہے:

ارشاد: مسجد یا مدرسہ یا کسی دوسرے دینی کام کے لئے کوئی چیز خریدتے وقت یہ جتانا کہ یہ کسی دینی مقصد کے لئے ہے، یہ بھی سؤال میں داخل ہے، یہ چندہ وصول کرنے کی ایک ترکیب ہے، اس لئے ناجائز ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

چندہ کے بارہ میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کا رسالہ "صِیَانَةُ الْعُلَمَاءِ عَنِ الذُّلِّ عِنْدَ الْاَغْنِیَاءِ" "احسن الفتاوی" جلد اول میں ہے۔

(٦٩) تعلق مع اللہ تمام پریشانیوں کا علاج ہے:

ارشاد: ایک ڈاکٹر نے کہا:

"مریض ہسپتال میں داخل ہونے کے بعد سیف ہوجاتا ہے۔"

یعنی ہسپتال میں داخل کرنے کے بعد مریض اور اس کے رشتہ داروں کی

پریشانی ختم ہوجانا چاہئے اور انہیں پورے طور پر مطمئن رہنا چاہئے، اس لئے کہ اسبابِ ظاہرہ کے لحاظ سے حفاظت کا مکمل انتظام ہوگیا، آگے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ مقدّر ہے وہی ہوگا۔

ڈاکٹر کا یہ جملہ مسلمان کے لئے بہت ہی عبرت آموز ہے، مسلمان کو اس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہئے:

"جو شخص گناہ چھوڑ دے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سیف ہوجاتا ہے۔"

ڈاکٹر کی مریض سے محبت وشفقت ناقص، علم ناقص، قدرت ناقص، اور اللہ تعالیٰ کی اپنے فرمانبردار بندہ سے محبت وشفقت کامل، اس کا علم کامل، قدرت کامل، اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ کر اسے راضی کرلیتا ہے اور اس مالک الملک، قادرِ مطلق، رحیم وکریم کے ہاں سیف ہوجاتا ہے وہ ہسپتال میں سیف ہونے والے مریض کی بنسبت بدرجہا زیادہ مطمئن رہتا ہے کسی بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی اس کے قلب میں تشویش و پریشانی کا گزر نہیں ہوسکتا۔

ہمدم جو مصائب میں بھی ہوں میں خوش وخرم
دیتا ہے تسلّی کوئی بیٹھا مرے دل میں

(٧٠) مخالفین کے اعتراضات کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟:

ارشاد: مخالفین کے اعتراضات پر غور کرکے اپنے نفس کا محاسبہ کرلیا جائے، واقعۃً کوئی غلطی ہو تو اس کی اصلاح کرلی جائے اور معترض کو بھی اس کی اطلاع کردی جائے اور اسے شکریہ کے ساتھ یہ دُعا بھی دی جائے:

جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزاء عطاء فرمائیں۔"

اور اگر غور کرنے پر ثابت ہو کہ اعتراضات محض جہالت یا تعصب و عناد پر مبنی ہیں تو ان کے جواب کی کوشش ہرگز نہ کریں، اصل کام چھوڑ کر اعتراضات کے جوابات پر وقت صرف کرنے میں دشمن کی کامیابی ہے، دشمن کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کو لغو اعتراضات کے جوابات میں الجھا کر آپ کا وقت ضائع کرے اور آپ کے مُثبت کام میں خلل ڈالے، بس آپ ع

چشم بند و گوش بند و لب ببند

"آنکھ بند کر لو اور کان بند کر لو اور لب بند کر لو۔"

کے مطابق سُنی اَن سُنی ایک کر کے یکسوئی کے ساتھ خدماتِ دینیہ میں مشغول رہیں۔

اعتراضات کی مثال وساوس جیسی ہے، شیطان مسلمان کے دل میں وساوس ڈال کر پریشان کرتا ہے اور اس کے کاموں میں خلل ڈالتا ہے، اس کا علاج صرف یہ ہے:

> "وساوسِ شیطانیہ کی طرف بالکل توجہ نہ کریں، حتّٰی کہ انہیں ہٹانے کے لئے بھی ادھر توجہ نہ دیں، اگر ادھر توجہ کی تو شیطان اپنی کوشش کو کامیاب دیکھ کر اور زیادہ زور لگائے گا۔ اور اگر ادھر قطعًا کوئی توجہ نہیں کریں گے تو شیطان مایوس ہو کر پیچھا چھوڑ دے گا، سوچے گا کہ اس پر محنت اور وقت کیوں ضائع کروں، یہی محنت اور وقت ایسی جگہ کیوں صرف نہ کروں جہاں کچھ فائدہ کی توقع ہو۔

بعینہٖ یہی حال مخالفین کے اعتراضات کا ہے، آپ ان کی جواب دہی کی طرف متوجہ ہوں گے تو وہ اپنی کوشش اور زیادہ تیز

کر دیں گے، نئے سے نئے اعتراضات کا سلسلہ چلاتے رہیں گے، اور آپ خاموش رہیں گے تو وہ سمجھ جائیں گے کہ اس پر ہمارا جادو نہیں چل سکتا، بالآخر مایوس ہو کر خاموش ہو جائیں گے۔"

(۷۱) دغا باز کی علامت:

ارشاد: کوئی شخص کوئی کام کرانے کے لئے ایک دم مسلّط ہو جائے اور

"جلدی کیجئے، جلدی کیجئے۔"

کی رٹ لگائے تو سمجھ لیجئے کہ اس کی کوئی غرض فاسد ہے، فریب دے کر کام نکالنا چاہتا ہے، اس سے بہت ہوشیار رہیں۔

(۷۲) محبّت سے پیش آنے والے پر جلدی اعتماد کر لینا حماقت ہے:

ارشاد: جو شخص محبت سے پیش آ رہا ہو اس پر جلدی سے اعتماد کر لینا بہت بڑی حماقت ہے، دل سے تو اس کی محبت کی قدر ہو اور اس کے ساتھ محبت کا تعلق رکھا جائے مگر معاملات اجانب کی طرح رکھے جائیں۔

(۷۳) بعض حالات میں غیر اہم کو اہم پر مقدم کرنا:

ارشاد: جب دو کام ایسے جمع ہو جائیں کہ ان میں سے ایک زیادہ اہم ہو دوسرا غیر اہم۔ اگر غیر اہم کو مقدم کرنے سے اہم کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو غیر اہم کو مقدم رکھنا چاہئے، بالخصوص جبکہ اہم کام دینی ہو، اس کی دو وجہیں ہیں:

۱ــــ بسا اوقات اہم کام میں پہلے مشغول ہونے سے غیر اہم کام ذہن سے نکل جاتا ہے۔

۲۔۔۔ اہم کام میں مشغولی کی حالت میں بار بار خیال آئے گا کہ دوسرا غیر اہم کام ذہن سے نکل نہ جائے، اس کی وجہ سے دماغ پر بوجھ رہے گا، علاوہ ازیں اہم کام پوری توجہ و یکسوئی سے نہ ہو سکے گا، دھیان بٹے گا۔

(۷۴) کام نمٹانے کا طریقہ:

ارشاد: بہت سے لوگ کئی کاموں کو موقعِ فرصت کے انتظار میں رکھ چھوڑتے ہیں، یہ سخت غلطی ہے، جو کام بھی موقعِ فرصت پر معلّق رکھا جائے گا وہ کبھی بھی نہیں ہو پائے گا، نہ فرصت ملے نہ کام ہو، اگر آپ واقعۃً کام کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے وقت نکالنے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔۔۔ کاموں میں ترتیب کے نمبر لگائیں، پہلے فلاں کام، پھر فلاں، پھر فلاں، جس کام کا جب نمبر آجائے اسے دوسرے سب کاموں سے مقدم رکھیں۔

۲۔۔۔ جس کام کو فرصت پر ٹال رہے ہیں اس کے لئے کوئی دن یا تاریخ متعین کرلیں، اس وقت پر اسے سب سے مقدم رکھیں۔

(۷۵) مختلف کام انجام دینے کا دستور العمل:

ارشاد: کام کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱۔۔۔ تمام کاموں کے لئے ایک ترتیب مقرر کرلیں کہ ایک کام سے فارغ ہونے کے بعد دوسرا کام کروں گا خواہ جب بھی فراغت ہو، جب دوسرے کام کی باری آجائے تو کچھ بھی ہو جائے کسی اور کام میں نہ لگیں اسی کام کو انجام دینے کی کوشش کریں۔

۲۔۔۔ ہر کام کے لئے الگ الگ دن تاریخ متعین کرلیں۔

۳ --- ہر کام کی مقدار متعین کرلیں، مثلاً کسی کتاب کے دس صفحات کا روزانہ مطالعہ کرنا ہے یا اس کے دس صفحات لکھنے ہیں خواہ کتنا ہی وقت صرف ہو۔ یا ہر کام کے لئے ایک مقرر وقت متعین کرلیں، مثلاً فلاں کام روزانہ ایک گھنٹہ کرنا ہے خواہ کتنا ہی ہو۔ ان دونوں صورتوں میں اگر فارغ اوقات زیادہ ہیں کہ ایک کام میں زیادہ وقت صرف کرنے سے دوسرے کاموں کا حرج نہیں ہوتا تو کام کی مقدار متعین کرلینا چاہئے ورنہ ہر کام کے لئے وقت متعین کرلینا چاہئے، اس متعین وقت میں جتنا ہو سکے کرلے۔

⑦⑥ غیر اللہ سے استغنا صرف مال ہی کے ساتھ خاص نہیں:

ارشاد: غیر اللہ سے استغنا صرف مال ہی کے ساتھ خاص نہیں، عزت، راحت وغیرہ تمام حالات میں مخلوق سے مستغنی رہنا چاہئے، جس طرح کسی سے مالی طمع رکھنا جائز نہیں، اسی طرح کسی سے یہ طمع رکھنا بھی جائز نہیں کہ وہ میری عزت کرے یا مجھے راحت پہنچائے یا میری بات تسلیم کرے، جس طرح غیر اللہ سے مالی امداد کی توقع رکھنا استغناء کے خلاف ہے، اسی طرح عزت، راحت اور بات تسلیم کرنے کی توقع رکھنا بھی۔ بس یہ حال رہنا چاہئے:

یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ مَنْزُوْلٌ بِکَ کُلُّ حَاجَۃٍ.

"اے ارحم الراحمین! ہر حاجت تیرے ہی سپرد ہے۔"

احتیاج کے جتنے بھی افراد ہیں سب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کردیجئے اور استغناء کے جتنے بھی افراد ہیں سب غیر اللہ کی طرف۔

ہر چیز میں غیر اللہ سے استغناء کی برکت سے اللہ تعالیٰ قلب میں سکون کی دولت عطاء فرما دیتے ہیں، غیر اللہ سے کوئی توقع رکھنا ہمیشہ پریشانی اور تکلیف

کا باعث بنتا ہے۔ مثلاً آپ کو کسی سے توقع تھی کہ وہ آپ کی عزت کرے گا، اس نے بے عزتی کر دی تو آپ پریشان ہوں گے اور آپ کو سخت تکلیف ہوگی۔ کسی سے توقع تھی کہ وہ راحت پہنچائے گا، اس نے اذیّت پہنچائی تو پریشانی اور تکلیف ہوگی، کسی سے اس توقع کی بناء پر کچھ کہا کہ وہ آپ کی بات مان لے گا، اس نے انکار کر دیا تو پریشانی اور صدمہ، اگر شروع ہی سے ایسی توقعات غیر اللہ سے وابستہ نہ کرتے تو کسی صورت میں بھی پریشان نہ ہوتے۔

(۷۷) عُلماء و مشایخ کو پاؤں دبوانے سے سخت پرہیز لازم ہے:

ارشاد: اس زمانہ میں کسی سے پاؤں دبوانا بدکاری کا پیش خیمہ ہے اس لئے علماء و مشایخ کو اس سے سخت پرہیز لازم ہے۔

(۷۸) تعزیتی جلسے نوحہ کی ایک جدید قسم:

ارشاد: آج کل کے تعزیتی جلسے نوحہ کی ایک جدید قسم ہے۔

(۷۹) طالبین کو غیر طالبین پر ترجیح دینا:

ارشاد: میں یہاں کا بیان چھوڑ کر کہیں بیان کے لئے نہیں جاتا، اس کی وجوہ یہ ہیں:

۱ــــ یہاں آنے والوں میں طلب متیقّن ہے اور دوسروں میں مشکوک۔

۲ــــ جو وعظ سننے کے لئے چل کر آتے ہیں وہ واعظ کے طالب و تابع ہیں، اور جو واعظ کو اپنے پاس بلاتے ہیں وہ واعظ کو اپنا طالب و تابع بنانا چاہتے ہیں۔

۳ــــ آنے والے وقت اور پیسے کے مصارف اور جسمانی و ذہنی مشقت برداشت

کر کے آتے ہیں اور بلانے والے زیادہ سے زیادہ پیسے کے مصارف برداشت کرتے ہیں باقی سب مشقتیں واعظ پر ڈالتے ہیں۔

وجوہِ مذکورہ کی بناء پر نفع حاصل کرنے کی توقع آنے والوں کی بنسبت بلانے والوں سے بہت کم ہے۔

۴ــــ آنے والوں کا حق مقدم ہے، ڈاکٹر اپنے ہسپتال میں مریضوں کے ہجوم کو چھوڑ کر دوسری جگہ مریضوں کو دیکھنے چلا جائے تو یہ ظلم ہے۔

معہٰذا اگر کبھی واعظ کو کہیں بیرونی لوگوں میں کسی وجہ سے وعظ کہنے کی زیادہ ضرورت محسوس ہو تو وہاں جانا چاہئے، مگر اس کا فیصلہ خود واعظ ہی کر سکتا ہے دوسرے نہیں کر سکتے۔

(80) اپنی کسی چیز کا اشتہار دلانے سے اجتناب:

"انوار الرشید" پہلی بار چھپی تو بعض خدّام نے حضرتِ والا کی خدمت میں عرض کیا:

"اہلِ سلسلہ کو اس کی اطلاع کے لئے کوئی صورت اختیار کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، بہتر ہے کہ ماہنامہ "البلاغ" اور "بینات" وغیرہ کے دفتر میں کتاب بھیج دی جائے، وہ بعنوانِ "تبصرہ" اس کا تعارف کرا دیں گے۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"مجھے یہ طریقہ پسند نہیں، اپنی کسی چیز کا اشتہار دلانے اور کسی سے تعریف و توصیف کرانے سے مجھے تو بہت شرم آتی ہے۔"

طلب کرتے ہو دادِ حسن تم پھر وہ بھی غیروں سے
مجھے تو سُن کے بھی اک عار سی معلوم ہوتی ہے

اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہے اور اس کے علم میں اُمّت کے لئے نافع ہے تو وہ خود تشہیر فرما دیں گے، کسی کے اشتہار کی حاجت نہیں۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ يَبْقٰى:

"جو کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے وہ باقی رہتا ہے۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم وعمّت فیوضہم کے تعلق مع اللہ اور غیر اللہ سے استغناء کی یہ برکت ہے کہ بغیر کسی قسم کے اشتہار کے چار سال کی قلیل مدت میں "انوار الرشید" کی یہ طبعِ پنجم ناظرین کے سامنے ہے، دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر دلوں میں محبوبِ حقیقی کے عشق کی آگ لگا دی ہے، جو بھی پڑھتا ہے بے ساختہ چلّا اٹھتا ہے ؎

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

(۸۱) حقیقی اور فریبی پیروں میں فرق:

ارشاد: ایک حکیم صاحب عطائی تھے، گاؤں میں رہتے تھے، کبھی کبھار کوئی مریض ہتھے چڑھ جاتا تھا، ہاتھ میں اکثر تسبیح رکھتے تھے، ایک صاحب ان سے بطورِ ظرافت کہا کرتے تھے کہ آپ تسبیح پر یہ وظیفہ پڑھتے ہیں:

"کوئی آ پھنسے، کوئی آ پھنسے، کوئی آ پھنسے۔"

آج کل کے پیروں کا بھی یہی حال ہے، نفری بڑھانے کی فکر ہے، مریدوں کے اندراج کے نئے رجسٹر رکھے ہوئے ہیں، روزانہ دیکھتے رہتے ہیں

اور گنتے رہتے ہیں، کل اتنے تھے آج اتنے ہو گئے، بس ہر وقت وہی حکیم صاحب والا وظیفہ ہے:

"کوئی آ پھنسے، کوئی آ پھنسے، کوئی آ پھنسے"۔

اس مقصد کے لئے مریدوں کی اصلاح کی بجائے ان کے ساتھ ایسا معاملہ رکھتے ہیں گویا کہ وہ ان کے پیر ہیں اور یہ مرید۔

اہل اللہ کی شان تو یہ ہوتی ہے ؎

احسان جتا کر نہ کوئی میرے گھر آئے
احسان مرا مان کے آئے اگر آئے
بیٹھا ہوں غنی ہو کے ہر اک شاہ و گدا سے
سو بار غرض جس کو پڑے وہ ادھر آئے
کاشانۂ مجذوب ہے منزل گہِ مستاں
جو اہلِ خرد آئے یہاں سوچ کر آئے
فرزانہ جسے بننا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو بس وہ اِدھر آئے
جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رند وہ پھر کیوں ادھر آئے
سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے یہاں اور بچشم و بسر آئے

(٨٢) شیخ کامل سے اصلاحی تعلق قائم کرنے میں ایک وسوسہ کا علاج:

کسی نے عرض کیا کہ کسی شیخِ کامل کے ساتھ اصلاحی تعلق قائم کرنے

میں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ بیعت کرتے وقت جن چیزوں کا وعدہ لیا جاتا ہے، بیعت کے بعد کہیں وہ وعدہ ٹوٹ نہ جائے، اس کے جواب میں حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

اس کے دو جواب ہیں، ایک الزامی، دوسرا تحقیقی:

الزامی جواب:

یہ خطرہ کہ بیعت کے بعد کہیں وعدہ خلافی نہ ہو جائے، اس وقت بھی پیدا ہونا چاہیئے جب کوئی کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتا ہے یا اپنے ایمان کی تجدید کرتا ہے جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جددوا ایمانکم. (رواہ احمد)

کیونکہ کلمہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ عہد کر رہا ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے مطابق گزارے گا اور اللہ تعالیٰ کے ایک ایک حکم کی تعمیل کرے گا، اب اگر کوئی یہ سوچ کر کہ کلمہ پڑھنے کے بعد کسی نہ کسی حکم کی خلاف ورزی ہو جائے گی، اسلام میں داخل نہ ہو اور تجدیدِ ایمان نہ کرے تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے گا؟

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب عالمِ ارواح میں سب سے یہ عہد لیا تھا کہ "الستُ بربکم" تو سب نے بلا تأمل جواب دیا تھا "بلیٰ"۔ اس وقت بھی یہ سوچ لیا ہوتا کہ ہم سے جو عہد یہاں لیا جا رہا ہے کہیں دنیا میں جا کر ٹوٹ نہ جائے اس لئے کہ "بلیٰ" کے صرف یہ معنی نہیں ہیں کہ "ہاں، آپ ہمارے رب ہیں" بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ دنیا میں جا کر آپ کے ایک ایک حکم کی تعمیل کریں گے۔ کسی کی حکومت کو تسلیم کر لینے کا مطلب بھی ہوتا ہے کہ اس کے کسی بھی قانون کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔

تحقیقی جواب:

① "کوشش بیہودہ بہ از خفتگی"

حسبِ استطاعت و قدرت اپنی اصلاح کی کوشش میں لگے رہنا اس سے بہتر ہے کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر بیٹھ جائے، اپنے اختیار میں جتنا ہے وہ کرتا رہے، مقصود تک پہنچانا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ؎

کھولیں وہ یا نہ کھولیں دَر اس پر ہو کیوں تری نظر
تو تو بس اپنا کام کر، یعنی صدا لگائے جا

اگر کبھی کوئی گناہ صادر ہو گیا تو توبہ و استغفار سے فوراً اپنے دل کو صاف کر لیا۔ ایسے موقع پر یہ مصراع پڑھ لیا کریں ع

کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

کیا ہی عجیب مصراع ہے، تمام افکار اور پریشانیاں فوراً زائل ہو جاتی ہیں۔ اپنی سی ٹوٹی پھوٹی کوشش میں لگا رہے بس یہی مفتاحِ فلاح ہے۔

② "دوست دارد دوست را آشفتگی"

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو حالتِ عجز و انکسار میں دیکھنا چاہتے ہیں کہ تحصیلِ مقصود میں حیران و پریشان رہے۔ ہمیشہ گرتا پڑتا ہی کوشش میں لگا رہے، اگر دفعۃً مقصد حاصل ہو گیا اور تمام گناہ چھوٹ گئے تو دل میں عجب و کبر پیدا ہو جائے گا اور تباہ و برباد ہو کر جہنم کا مستحق بن جائے گا۔ اسی لئے ابتداء سے ہی اللہ تعالیٰ مقصود تک نہیں پہنچاتے تاکہ نفس و شیطان کے حملے سے محفوظ رہے۔

ایک اہم تنبیہ:

اگر اسی خیال سے اپنی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہ دے کہ کہیں وعدہ خلافی نہ ہو جائے تو اس کے لئے سخت خطرہ ہے کہ اوّلاً کبائر میں ابتلاء ہو پھر

کفر تک نوبت پہنچ جائے کہ بجائے اصلاح کے اسلام ہی سے خارج ہوگیا، لہٰذا ایسے خیالات کے درپے نہ ہونا چاہئے اور کوشش میں لگ جانا چاہئے۔

(٨٣) لغویات دردِ سر:

ارشاد: جب کبھی ریڈیو سے کسی قسم کی خبریں آرہی ہوں یا کہیں فضول مجلس لگی ہوئی ہو اور کسی مجبوری سے مجھے وہاں بیٹھنا پڑے یا قریب سے گانے کی آواز آرہی ہو تو ان تینوں صورتوں میں مجھے یہ پتا نہیں چلتا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے محض ایک شور سا سنائی دیتا ہے اور سر میں درد ہونے لگتا ہے، لیکن جب کبھی کام کی بات ہو رہی ہو تو میں دوسرے لوگوں سے زیادہ اچھی طرح سنتا اور سمجھتا ہوں۔

اصم عن الشیء الذی لا اریده
واسمع خلق اللہ حین ارید

"جو چیز مجھے پسند نہیں میں اس سے بہرہ ہوں، اور جب
مجھے پسند ہو تو میں پوری مخلوق سے زیادہ سننے والا ہوں۔"

(٨٤) شیخ کی طرف سے تنبیہ کی مصلحتیں:

ارشاد: بسا اوقات شیخ مرید کو کسی ایسی بات پر سخت تنبیہ کرتا ہے جو بظاہر معمولی نظر آتی ہے، اس میں کئی مصالح ہوتی ہیں۔

مثلاً:

١ ـــ دراصل قصور کچھ اور ہوتا ہے، شیخ اس پر گرفت کے انتظار میں رہتا ہے۔

٢ ـــ بظاہر مرض معمولی ہے، مگر اس کی جڑ خطرناک ہوتی ہے۔

٣ ـــ حفظِ ماتقدّم۔ یعنی مرید میں کسی مرض کا خطرہ محسوس کرکے حملۂ مرض

سے قبل ہی حفظِ ماتقدّم کا انجکشن لگا دیتا ہے۔

۴۔۔۔ زعمِ تقرّب سے پیدا ہونے والے اَمراض کا علاج۔

۵۔۔۔ خطرۂ زعمِ تقرّب۔

۶۔۔۔ امتحانِ اعتماد و انقیاد۔

۷۔۔۔ تمرینِ تحمّل۔

۸۔۔۔ طالبِ صادق شیخ کی تنبیہ کو اس کی علامت سمجھتا ہے کہ اسے اس کی اصلاح کی طرف توجہ ہے اس لئے وہ تنبیہ سے خوش ہوتا ہے، اگر اسے کچھ نہ کہا جائے تو مایوس ہونے لگتا ہے اور اسے عموماً دو قسم کے وساوس آنے لگتے ہیں:

① شاید شیخ میری اصلاح سے مایوس ہیں۔

② شاید میرے منصب کی وجہ سے میری رعایت کی جا رہی ہے۔

(85) علمی استعداد سات چیزوں پر موقوف ہے:

ارشاد: علمی استعداد سات چیزوں پر موقوف ہے:

① ذہن۔ ② حافظہ۔ ③ محنت۔

④ آلاتِ علم یعنی کتاب، کاغذ، قلم اور تپائی وغیرہ کا ادب۔

⑤ استاذ کا ادب۔ ⑥ دُعاء۔ ⑦ ترکِ منکرات۔

ان میں سب سے زیادہ اہم چیز ترکِ منکرات ہے۔

اس لئے کہ علمِ دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص عنایت اور اس کی بہت بڑی نعمت ہے۔ وہ اتنی بڑی دولت صرف اسی کو عطا فرماتے ہیں جو اس کی ہر نافرمانی چھوڑ کر اس سے محبت کا ثبوت پیش کرے۔

مختلف امراض کے تھرمامیٹر

حضرتِ والا مختلف مجالس میں مختلف اَمراض کے تھرمامیٹر ارشاد فرماتے رہتے ہیں، جن میں سے اس تحریر کے وقت جو دستیاب ہوگئے پیش کئے جاتے ہیں:

(۸۶) ① ذکروفکر میں اخلاص معلوم کرنے کا تھرمامیٹر:

ارشاد: ذکر و فکر، محاسبہ و مراقبہ میں جو شخص لگتا ہے وہ مُخلص ہے یا مکّار؟ اس کا تھرمامیٹر لیجئے:

> ”اگر ذکر و فکر، محاسبہ و مراقبہ کے ساتھ ساتھ گناہوں کو چھوڑنے کی کوشش اور دُعا بھی کرتا ہے اور اس کا کچھ کچھ اثر بھی ظاہر ہو رہا ہے یعنی گناہ چھوٹ رہے ہوں تو سمجھ لیں کہ وہ مکّار نہیں، بلکہ مخلص اور سچا عاشق بننا چاہتا ہے۔“

کوشش کا مطلب یہ ہے کہ کسی ماہرِ اَمراضِ باطن کے ساتھ اصلاحی تعلّق قائم کرے، اسے اپنے گناہ بتا کر گناہ چھڑانے کے نسخے حاصل کرے۔ اپنے حالات کی اطلاع اور مصلح کی ہدایات کے اتباع کا سلسلہ جاری رکھے۔

اپنے خیال کے مطابق گناہ چھوڑنے کی کوشش کافی نہیں، آخرت بنانے کے لئے ایک مخصوص قسم کی کوشش ضروری ہے، جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ
> فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○ (۱۷—۱۹)

"اور جو شخص آخرت چاہے گا اور اس کے لئے اس کی مخصوص قسم کی کوشش بھی کرے گا، بشرطیکہ وہ مؤمن بھی ہو، سو ایسے لوگوں کی یہ کوشش مقبول ہوگی۔"

اس کوشش کا طریقہ کسی ماہرِ فن سے پوچھئے، ارشاد ہے:

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا ○ (۲۵—۵۹)

"رحمٰن کی شان کسی باخبر سے پوچھو۔"

⑧⑦ ② دعوت و تبلیغ میں اخلاص کا تھرمامیٹر:

ارشاد: جو شخص دین کی کسی خدمت میں مشغول ہو جیسے درس و تدریس یا دعوت و تبلیغ وغیرہ اس میں اخلاص ہے یا نہیں؟ اس کا تھرمامیٹر لیجئے:

"اگر اس میں پانچ علامات پائی جائیں تو اخلاص ہے ورنہ نہیں۔ علامات یہ ہیں:

① گناہوں سے بچتا ہو بلکہ جتنا لوگوں کو کہتا ہے اس سے زیادہ خود عمل کرنے اور گناہ چھوڑنے کا اہتمام کرتا ہو، دوسروں کی فکر سے زیادہ اپنی فکر ہو۔

② طبعاً خلوت پسند ہو، مجالس میں بقدرِ ضرورت ہی بیٹھے۔

③ خدمتِ دینیّہ کے عدمِ قبول کا خطرہ لاحق رہے۔

④ کام میں ترقی کی صورت میں استدراج سے خائف رہے۔

⑤ یہ خطرہ رہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ یہ توفیق سلب کرکے محروم نہ فرما دیں۔"

(۸۸) ③ اسلامی سیاست کا تھرمامیٹر:

ارشاد: آپ کی سیاست اسلام کی سربلندی کے لئے ہے یا کہ نفس پرستی اور اقتدار کی خاطر؟ تھرمامیٹر لیجئے:

"جو شخص گناہوں سے بچتا ہو اور سیاست میں حدودِ شریعت کی مکمل پابندی کرتا ہو، کسی بڑی سے بڑی مصلحت کے لئے بھی حدودِ شریعت سے تجاوز کرکے کوئی ناجائز کام نہ کرتا ہو وہ اسلامی سیاست کے دعوی میں سچا ہے ورنہ مکار اور ہوسِ اقتدار کا شکار۔"

(۸۹) ④ فکرِ آخرت کا تھرمامیٹر:

ارشاد: آپ میں فکرِ آخرت ہے یا نہیں؟ تھرمامیٹر لیجئے:

"اگر ہر کام کرتے وقت یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایک قانون کے پابند ہیں اور یہ فکر رہے کہ کوئی کام اس قانون کے خلاف نہ ہونے پائے، یعنی جائز ناجائز کی فکر رہے تو سمجھیں کہ فکرِ آخرت ہے۔"

(۹۰) ⑤ دینداری کا تھرمامیٹر:

ارشاد: آپ دین دار ہیں یا نہیں؟ تھرمامیٹر لیجئے:

"پہلی بات یہ کہ کسی گناہ میں تو مبتلا نہیں ہیں؟ دوسری یہ کہ کسی تکلیف یا مصیبت کے وقت پریشان تو نہیں ہو جاتے؟ اگر ایسا ہے تو یہ اس کی علامت ہے کہ آپ دیندار نہیں ہیں،

کیونکہ جو دیندار ہوتا ہے وہ ظاہری و باطنی سب گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے اور ہر حال میں خوش رہتا ہے، پریشان نہیں ہوتا، وہ سمجھتا ہے کہ جو بھی معاملہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسی میں میرا فائدہ ہے ؎

ہمدم جو مصائب میں بھی ہوں میں خوش و خرم
دیتا ہے تسلّی کوئی بیٹھا مرے دل میں
روتے ہوئے اک بار ہی ہنس دیتا ہوں مجذوب
آجاتا ہے وہ شوخ جو ہنستا مرے دل میں"

⑨① ⑥ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تھرمامیٹر:

ارشاد: مبتدی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو رہی ہے یا نہیں؟ تھرمامیٹر لیجئے:

"محبت کا معتد بہ درجہ حاصل ہونے کا معیار تو یہی ہے کہ گناہ چھوٹ جائیں مگر محبت کے ابتدائی درجہ کے لئے گناہ چھوٹ جانا ضروری نہیں بلکہ اس کی شناخت کے لئے اتنا کافی ہے کہ گناہ پر ندامت ہو اور اسے چھوڑنے کی فکر پیدا ہو جائے۔

گناہ پر ندامت ہونے لگی اور اسے چھوڑنے کی کوشش شروع کر دی تو یہ اس کی علامت ہے کہ دل میں محبت پیدا ہو رہی ہے، محبت کا بیج دل میں پڑ گیا ہے، ہمت اور کوشش سے محبت میں اضافہ کی کوشش کریں اور ساتھ ساتھ دُعا بھی کرتے رہیں کہ یا اللہ! اتنی محبت عطا فرما دے جو سب گناہ چھڑا دے۔"

(۹۲) (۷) حقیقتِ اسباب کے رسوخ کا تھرما میٹر:

ارشاد: ہر مسلمان کے قلب میں اس عقیدہ کا رسوخ ہونا چاہئے کہ کہ اگرچہ سب کام بظاہر اسباب کے تحت ہوتے نظر آتے ہیں، مگر کام بنانے والا تو وہی ایک مسبب الاسباب ہے، یہ عقیدہ راسخ ہوا یا نہیں؟ تھرما میٹر لیجئے:

> "اگر کسی کام کے لئے ایسا سبب سامنے آیا جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قانون کے خلاف ہے تو آیا وہ اس سبب کو چھوڑتا ہے یا نہیں؟ مثلاً کوئی ناجائز ملازمت مل رہی ہے تو اگر رزق حاصل کرنے کے لئے وہ ناجائز ذریعہ چھوڑ دیتا ہے اور ایک مسبّب الاسباب پر نظر رکھتے ہوئے جائز ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش اور دُعاء کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں مذکورہ عقیدہ کا رسوخ ہو چکا ہے، ورنہ نہیں۔"

(۹۳) (۸) اللہ تعالیٰ پر اعتمادِ کامل کا تھرما میٹر:

ارشاد: اللہ تعالیٰ سبب ساز بھی ہیں اور سبب سوز بھی، سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے، اگرچہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ تو ہے مگر کسی کے دل میں یہ عقیدہ راسخ ہو گیا یا نہیں؟ تھرما میٹر لیجئے:

> "خوشی ہو یا غمی، خواہ کیسی ہی تکلیف ہو، ہر حال میں دل کی یہی کیفیت رہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، ذرا بھی پریشانی اور فکر نہ ہو تو مذکورہ عقیدہ دل میں راسخ ہو چکا ہے۔"

اسے مختصر الفاظ میں یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے:

> "بظاہر کسی کام کے ہونے کا کوئی سبب موجود نہ ہو جب بھی دل مطمئن رہے، یعنی اسباب نہ ہوں تو پریشان نہ ہو اور اسباب موجود ہوں تو اطمینان میں ترقی نہ ہو۔"

۹۴ ۹ سکونِ قلب کا تھرمامیٹر:

ارشاد: اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ اس کی نافرمانی کرنے والا یعنی کوئی گناہ کرنے والا کبھی سکون سے نہیں رہ سکتا، کسی نہ کسی پریشانی کا کانٹا اس کے دل میں ضرور لگا ہوگا، اگرچہ بظاہر بہت ہی عیش و عشرت میں نظر آ رہا ہو، اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کا تجربہ کرنا ہو تو اس کے لئے تھرمامیٹر لیجئے:

> "جو شخص گناہوں سے نہیں بچتا اس کے پاس بیٹھ کر دیکھیں، پریشانی اور بے چینی بڑھے گی، اس سے ثابت ہوا کہ وہ خود پریشان ہے، جس کے پاس بیٹھنے والا پریشان ہو جاتا ہے وہ خود کس قدر پریشان ہوگا؟
>
> اس کے برعکس جو شخص گناہوں سے بچتا ہو اس کے پاس بیٹھنے سے دل کو چین و سکون نصیب ہوگا، اس سے اندازہ لگائیں کہ خود اس کے قلب میں سکون کے کتنے بڑے خزانے ہیں؟"

۹۵ ۱۰ اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دعوائے محبت کا تھرمامیٹر:

ارشاد: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کا دعویٰ سچا ہے یا جھوٹا؟ تھرمامیٹر لیجئے:

"آپ کا کسی کے ساتھ عشق و محبت کا معاملہ ہو، لوگ اس کے خلاف باتیں کرتے ہوں اور آپ کو عشق پر طعن و تشنیع اور ملامت کرتے ہوں تو اس کا آپ کے قلب پر بال برابر بھی اثر نہ ہو، بلکہ مخالفت سے عشق و محبت میں اور اضافہ ہو، محبت کو اور شہ آئے، تو یہ اس کی دلیل ہے کہ آپ عاشقِ صادق ہیں، اور اگر کسی کے طعن و تشنیع سے محبت میں فرق آجائے، کم ہوجائے یا لوگوں کے ڈر سے محبت کو چھپائے تو محبت کا دعوی جھوٹا ہے۔"

(٩٦) (١١) مصیبت کے رحمت یا زحمت ہونے کا تھرمامیٹر:

ارشاد: مصیبت و تکلیف رحمت ہے یا زحمت اور عذاب؟ تھرمامیٹر لیجئے:

"اگر مبتلا شخص گناہوں سے محفوظ ہے تو اس کے لئے تکلیف اور مصیبت باعثِ ترقیِ درجات بن کر موجبِ رحمت ہوتی ہے۔

اور اگر وہ گناہوں سے نہیں بچتا تھا، لیکن تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہوکر فوراً گناہوں سے توبہ کرلی اور گناہ چھوٹنے لگے تو یہ تکلیف اس کے لئے کفارۂ سیّئات اور توجہ الی اللہ کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے باعثِ رحمت ہوئی۔

اور اگر گناہوں سے توبہ نہیں کی، بلکہ پہلے حالات کی طرح اب بھی گناہوں میں مشغول ہے یا گناہوں میں اور ترقی ہوگئی تو یہ تکلیف اور مصیبت اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہے۔"

(۹۷) (۱۲) ہدیہ میں اخلاص کا تھرمامیٹر:

ارشاد: آپ کسی کو ہدیہ کے نام سے کچھ دے رہے ہیں تو یہ واقعۃً ہدیہ ہے یا قرض؟ تھرمامیٹر لیجئے:

> ”اگر کسی کو ہدیہ دیتے وقت یہ خیال ہو کہ اس کے عوض وہ بھی مجھے ہدیہ دے گا، اگر وہ نہ دے تو اس سے تکلیف اور شکایت پیدا ہو تو آپ نے ہدیہ نہیں بلکہ قرض دیا ہے۔“

اس سے شادی وغیرہ تقریبات پر مروّج لین دین کا حکم بھی معلوم ہو گیا، اِن مواقع میں دینے والوں کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اپنی تقریب کے موقع پر واپس وصول کریں گے، لہٰذا یہ قرض ہے اور بلا ضرورت قرض لینا دینا گناہ ہے۔

مزید یہ گناہ کہ عرصہ تک بلا ضرورت مقروض رہتا ہے، مر گیا تو عذاب میں گرفتار۔

تیسرا بہت بڑا گناہ یہ کہ عرصۂ دراز میں کئی قرض خواہوں کی موت اور وراثت در وراثت کی وجہ سے اصحابِ حقوق کا معلوم کرنا ناممکن۔

(۹۸) (۱۳) قرآنِ کریم سنانے پر لینے دینے والوں کی نیت کا تھرمامیٹر:

ارشاد: تراویح میں قرآنِ کریم سُنانے والے حافظ کہتے ہیں:

> ”ہم للہ سناتے ہیں اور ہمیں ہدایا دینے والے بھی للہ دیتے ہیں، یہ لین دین بطورِ اُجرت نہیں۔“

ان کے اس دعوی کی حقیقت معلوم کرنے کا تھرمامیٹر لیجئے:

> ”اگر انہیں کسی طرح اس کا یقین ہو جائے کہ انہیں قطعاً کچھ بھی نہیں ملے گا تو بھی سنانے کو تیار ہوں تو دعوی میں سچے ہیں ورنہ

جھوٹے۔"

کبھی اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیا جائے، اگر معقول ہدایا پیشِ خدمت نہ کئے گئے تو آیندہ ادھر کا رُخ بھی نہیں کریں گے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہدیہ کے نام سے یہ لین دین درحقیقت ہدیہ نہیں بلکہ اُجرت ہے اور یہ حیلہ اجرت متعیّن کر کے لینے سے بھی زیادہ برا ہے، اس لئے کہ اس میں دو گناہ ہیں:

① قرآن سنانے پر اُجرت لینا۔
② جَہالتِ اجرت کی وجہ سے فسادِ عقد۔

(99) ⑭ دُعاءِ "مبارک باد" میں نیتِ برکت کا تھرما میٹر:

ارشاد: مختلف مواقع پر لوگ ایک دوسرے کو "مبارک باد" کی دُعائیں دیتے لیتے رہتے ہیں، کیا اس سے ان کا مقصد واقعۃً برکت حاصل کرنے کا ہوتا ہے یا نہیں؟ تھرما میٹر لیجئے:

> "جو شخص مبارک باد کہہ کر برکت کی دُعاء دے رہا ہو اور جو یہ دُعاء لے رہا ہو، اگر اس موقع پر ان کے دل میں برکت یا مبارک کے الفاظ سُن کر یہ داعیہ پیدا ہوتا ہے کہ برکت حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ لوگ واقعۃً برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

برکت حاصل کرنے کے لئے تین باتیں ذہن نشین کریں:

① برکت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا و آخرت میں پُرسکون زندگی حاصل ہو جائے، ہر وقت لذّت وسُرور سے سرشار رہے، کبھی بھی کوئی

غم وفکر قریب بھی نہ آنے پائے۔

(۲) ایسا سکون صرف اللہ کو راضی کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ صرف اور صرف گناہ چھوڑنے سے راضی ہوتے ہیں۔

حاصل یہ کہ گناہ چھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں تو "مبارک باد" کی دُعاء لینا دینا صحیح اور کار آمد ہے ورنہ بیکار اور محض فریب و دھوکا ہے۔"

(۱۰۰) (۱۵) حصولِ رضائے الٰہی کا تھرمامیٹر:

ارشاد: اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہیں یا ناراض؟ اور اللہ تعالیٰ کو آپ کا اسلام پسند ہے یا نہیں؟ تھرمامیٹر لیجئے:

"اگر آپ ہر ایسے کام اور ایسے کلام سے بچتے ہیں جس میں نہ دین کا کوئی فائدہ ہے نہ دنیا کا تو اللہ تعالیٰ راضی ہیں اور آپ کا اسلام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اگر فضول کام اور فضول کلام سے نہیں بچتے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہیں اور آپ کا اسلام اسے پسند نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ

رواه مالك والترمذی.

"انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ فضول کام و کلام کو چھوڑ دے۔"

مکتوباتِ امام ربّانی رحمہ اللہ تعالیٰ میں حدیث ہے:

عَلَامَةُ اِعْرَاضِهٖ تَعَالٰى عَنِ الْعَبْدِ اشْتِغَالُهٗ بِمَا لَا

يَعْنِيْهِ. (مکتوبات ص ١٦٠ دفتر اوّل)

"بندہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی علامت یہ ہے کہ وہ فضول کام یا فضول کلام میں مشغول ہو۔"

(بقیہ نمبر ٨)

تصدیقِ مدرسہ کے جواز کی شرائط:

یہی حال مدارسِ دینیہ کی تصدیق لکھنے لکھوانے کا ہے، مدارس کے نام پر چندہ مانگنے ٹولیوں کی ٹولیاں نکلتی ہیں، یہ لوگ مشہور علماء کے پاس مدرسہ کی تصدیق لکھوانے پہنچتے ہیں، کئی علماء نفعِ دین کے پیشِ نظر محض ان پر اعتماد کر کے بلا تحقیق تصدیق لکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ تصدیق لکھنا شہادت ہے جو یقینِ کامل کے سوا جائز نہیں۔

جوازِ تصدیق کے لئے اُمورِ ذیل کا یقینِ کامل ہونا شرط ہے:

① مدرسہ کا وجود واقعۃً ہے۔
② مدرسہ کے ارکان و اساتذہ صحیح العقیدہ اور متقی ہیں۔
③ تعلیم اصولِ دین کے مطابق صحیح و معیاری ہے۔
④ ہر مدّ کی رقم اس کے صحیح مصرف پر لگائی جاتی ہے۔
⑤ تحصیلِ چندہ کا کام اصولِ شرعیہ کے خلاف نہیں کیا جاتا۔

* * * * *

چندہ کے مروّجہ طریقہ کے مفاسد اور شرائطِ جواز کی تفصیل کے لئے نمبر ٤ کے آخر میں تین رسالوں کا حوالہ لکھا جا چکا ہے۔

پہلی جلد ختم ہوئی آگے دوسری جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیہ العصر مفتیِ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے

جہاد کا پیغام اُمّتِ مُسلمہ کے نام

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۔ (۸-۳۹)

"اور اُن سے قتال کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے اور پُورا دین اللہ کا ہو جائے۔"

مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ ۔ رواہ مُسلم

"جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ ہی اس بارے میں کبھی کچھ سوچا وہ نِفاق کے شعبہ پر مرا۔"

من این عِلم و فراست با پرِ کاھی نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مردِ غازی را
بغیر زرخ این کالا بگیری سُود مند اُفتد
بضربِ مؤمنِ دیوانہ دہ ادراکِ رازی را

"جو علم و فراست مردِ غازی کو تیغ و سپر سے بیگانہ کر دے، میرے نزدیک اس کی قیمت گھاس کی خشک پتی جتنی بھی نہیں۔ پُوری دنیا کی دولت لٹا کر اس خزانے کو حاصل کرلے تو بھی سودا سستا ہے، مؤمنِ دیوانہ کی ضرب سے ان مولویوں کو بھی سبق پڑھا دو جو بزعمِ خود امام رازی بنے بیٹھے ہیں۔"

فہرست مواعظ ورسائل

فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

- ارشاد الرشید
- رسائل الرشید
- جواہر الرشید
- باب العبر
- اللہ کے باغی مسلمان
- ہر پریشانی کا علاج
- شرعی پردہ
- ایمان کی کسوٹی
- زندگی کا گوشوارہ
- صراط مستقیم
- مراقبۂ موت
- جامعۃ الرشید
- قربانی کی حقیقت
- گلستان دل
- محبت الہیہ
- دینداری کے تقاضے
- نمازوں کے بعد دعاء
- حقیقت شیعہ
- جشن آزادی
- ٹی وی کا زہر
- منکرات محرم
- جہاد
- سات مسائل
- رمضان ماہ محبت
- مسجد کی عظمت
- ایٹمی دھماکہ
- وصیت نامے
- مسلم خوابیدہ
- ترک گناہ
- حفاظت نظر
- استشارہ واستخارہ
- استقامت
- غیبت پر عذاب
- مسلح پہرہ اور توکل
- مصافحہ ومعانقہ
- فتنہ انکار حدیث
- شرعی لباس
- پردۂ شرعی
- طریقۂ مسح وتیمم
- سیاسی فتنے
- شادی مبارک
- سیاست اسلامیہ
- حقوق القرآن
- ربیع الاول میں جوش محبت
- وقت کی قیمت
- اطاعت امیر
- مدارس کی ترقی کا راز
- چندہ کے مروجہ طریقے
- گانے بجانے کی حرمت
- آپ بیتی
- ذکری فرقہ
- عیسائیت پسند مسلمان
- مدنی دعوت وتبلیغ کا نقشہ
- بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا
- انوار رشید (حالات وارشادات)
- تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود
- تبلیغی جماعت اور انچاس کروڑ کا ثواب
- زحمت کو رحمت میں بدلنے کا نسخہ اکسیر
- مسلح جہاد کے بغیر تکمیل تبلیغ ممکن نہیں
- علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟
- بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ
- سود خور سے اللہ اور رسول ﷺ کا اعلان جنگ
- مودودی صاحب اور تخریب اسلام
- مرض وموت، احکام شرعیہ اور رسوم باطلہ
- تعلیم و تبلیغ اور جہاد کیلئے کثرت ذکر کی ضرورت
- ایمان قتال فی سبیل اللہ اور تبلیغ لازم وملزوم
- شریعت کے مطابق تقسیم وراثت کی اہمیت
- قرآن کے خلاف کمپیوٹری سازش
- لشکر محمدی طالبان کے لئے مبشرات
- القول الصواب فی تحقیق مسئلہ الحجاب
- بعض ضروری مسائل حج
- فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت

کتابوں اور کیسٹوں کی مکمل فہرست کتاب گھر سے حاصل کریں

منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ کتب منگوانے کا پتا

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد۔ ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر 6683301، فیکس نمبر 021-6623814
اکاؤنٹ نمبر 1829-89، حبیب بینک لمیٹڈ البدر اسکوائر برانچ کراچی